

<https://ezreaderschoice.com/>



Readers Choice

Mubarra Edits

زلال شہ نور

بہو ائیں رخ بک لیاہیں

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں
نہریش فور

ہوائیں سرخ بدلتی



ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

مکمل ناول

آئی یوی بیلوں کے پتوں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ خوشگوار موسم کا اثر تھا کہ بیلوں کی سبز رگوں سے ننھے ننھے پھول جھانکنے لگے تھے۔ کچھ دیر قبل جم کر بارش برسی تھی۔ جس کی ٹھنڈک سے سورج کی تپش سرد پڑ گئی تھی۔

بلیو جینز پر پرنٹڈ شرٹ پہنے، بے ترتیبی سے بال کچر میں مقید کیے، دیدم کمال دن کے ایک بجے اٹھ کر آکر لاؤنج میں پڑے صوفے پر لیٹ کر پھر سے آنکھیں موند لیں۔ زہرہ خاتون نے کو اس کی یہ حرکت ناگوار گزری لیکن منہ سے کچھ بھی نہیں بولی۔

READERS CHOICE

”اماں۔۔۔ کیا وقت ہوا ہے؟“

زیادہ نہیں ہوا بس دن کے ایک بج رہا ہے۔ ”اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئی ہیں۔“

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسر ش فور

”کیا۔۔ ایک بچ گیا ہے، آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟“

اور زہرہ خاتون حیران ہو کر بیٹی کو دیکھنے لگیں۔

”کیوں۔۔؟ تم نے کون سا پہاڑ کھودنا ہے۔“

”اماں۔۔! آج میرا انٹرویو ہے ایک فائی یوسٹار ہوٹل میں۔“

اس کی بات پر وہ کھل کر ہنسی۔ دیدم پچھلے دو ماہ سے تم ہر دوسرے دن کہیں انٹرویو کے لئیے جا رہی ہو لیکن ابھی تک تو تمہیں کسی نے نوکری دی نہیں۔ میں کہتی ہوں لڑکی گھر میں بیٹھو گھر داری سیکھو۔

وہ انکی بات سنی ان سنی کرتی اپنی تیاری میں لگی رہی۔

جینز کے اوپر ہی اس نے کوٹ پہنا اور پاؤں میں باریک ہیل والی جوتی پہن کر ماں کے گلے میں بازوؤں ڈال کر ان کے گال پر بوسہ دے کر باہر نکل گئی۔

وہ اس وقت ترکی کے شہر ”ازمیر“ میں مقیم تھے۔ ”ازمیر“ استنبول اور انقرہ کے بعد ترکی کا تیسرا بڑا شہر ہے۔

یہاں خلافت عثمانیہ کے دور کے بہت سے تاریخی مقامات ہیں۔

یہاں ساحل سمندر بھی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی خوبصورت شہر ہے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہر ش نور

دیم کمال کے والد کمال احسن نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ ترکی میں گزرا۔ دیم کی پیدائش بھی ترکی کی ہی تھی۔ اس کا نام بھی ان کے ایک ترکش دوست محمد خیلجی نے رکھا تھا۔ لیکن اسکی پیدائش کے کچھ عرصے کے بعد انکی پوسٹنگ ایران میں ہوگئی۔ اور پھر ملکوں ملکوں گھومتے وہ پندرہ سال کے بعد ایک بار پھر سے ترکی پہنچ آئے تھے۔ وہ پاکستانی سفارتخانے میں اہم عہدے پر فائز تھے۔ دیم اور رایان انکے دو ہی بچے تھے۔

دیم چھوٹی ہونے کی وجہ سے بہت لاڈلی تھی اور تھوڑی بے وقوف بھی، وہ جب بولنے پر آتی ہے تو پھر کسی دوسرے کو بولنے کا موقع کم ہی دیتی ہے۔ اور جو منہ میں آتا ہے وہ بولتی چلی جاتی ہے۔

کمال احسن کا کہنا تھا کہ وہ ان کے گھر کی چڑیا ہے۔ جبکہ زہرہ خاتون انکی اس بات سے بالکل اتفاق نہیں کرتی۔ ان کا خیال ہے کہ لڑکیوں کو سنجیدہ اور سلجھا ہوا ہونا چائیے۔

ان دونوں کی بحث تو چلتی رہتی ہے۔ اس لڑکی دیم کچھ خاص نوٹس نہیں لیتی تھی۔

وہ ایک پانچ منزلہ نہایت ہی دیدہ زیب عمارت تھی۔ یہ یہاں کے بہترین ہوٹلز میں سے ایک تھا۔ یہاں پر اسے اپنی نئی نئی بنی دوست زینب نے جاب کے بارے میں بتایا تھا۔

اس نے ریسپشن پر جا کر اپنا تعارف کروایا، اور بتایا کہ وہ جاب کے لڑکی ہے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

EBook

by Readers Choice

اسلام علیکم

آج کل ڈیجیٹل کا دور ہے جس سے ہر کوئی مستفید ہو بھی رہا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق زیر استعمال لا رہا ہے۔ اسی کے پیش نظر ریڈرز چوائس آپ کے لیے لائے ہیں ایک نیا پلیٹ فارم ای بک کی صورت میں۔

اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو ای بک کی صورت میں شائع کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کیجئے۔ ہم آپ کی تحریر کو ای بک کی صورت میں شائع کریں گے تاکہ آپ اپنی اس ڈیجیٹل کی دنیا میں اپنی ایک لائبریری بنا سکیں لہذا ہم سے ابھی رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو ایک ہفتے کے اندر اندر نوک پلک سنوار کر انتہائی مناسب قیمت میں ای بک بنا کر آپ کو مہیا کریں گے مزید یہ کہ آپ کی تحریر کی سنیک بنا کر بھی دیں گے (جو کہ بیچ کا حصہ ہو گا) اور اس کو فروغ (پروموٹ) کرنے میں آپ کی مدد بھی کریں گے۔ مزید تفصیلات کے لیے ہم سے رابطہ کریں



<https://ezreaderschoice.com/>

<https://www.facebook.com/mubarra1>

mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com



اسے ہوٹل کے چوتھے فلور پر جانے کے لئیے کہا گیا۔

Page 6 of 130

Posted on: <https://ezreaderschoice.com/>
Email: readerschoicemag@gmail.com

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

وہ جس وقت لفٹ میں داخل ہوئی۔ اسی وقت دیدم کے سیل پر پاکستان سے اس کی اکلوتی پھپھوناہید کی اکلوتی بیٹی زمل کی کال آگئی۔ اور اپنی عادت کے مطابق وہ نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔

تبھی بے حد خوبصورت ترکش نقوش، سرخ و سفید رنگت والا شخص لفٹ میں داخل ہوا۔

زمل! ایک بات بتاؤ یہ سارے خوبصورت لڑکے ترکی میں ہی کیوں پائے جاتے ہیں۔

اب اپنے جنت کے پتے کے ”جہان سکندر“ کا جو نقشہ نمرہ احمد نے کھینچا تھا۔ مجھے تو یار یہاں ہر دوسرا شخص جہان سکندر ہی لگ رہا ہے۔

اب دیکھ لو یہ جو صاحب اس وقت میرا ساتھ لفٹ میں ہے۔ کیا بتاؤں یار کیا خوبصورتی ہے؟

وہ کچھ پل کے لئی خاموش ہو گئی، کیونکہ اس نے اس شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آتے دیکھی تھی۔ پھر اس نے اپنا وہم جانا اور بات جاری رکھی۔

یار تو اگلے ہفتے کی جگہ کل ہی آ جاؤ، میں نے نہ تمہارے لئی تمہارے سپنوں کا شہزادہ ڈھونڈ لیا ہے۔

تبھی لفٹ کی اور وہ اس شخص کے پیچھے لفٹ سے باہر نکل گئی۔

چلتے چلتے وہ شخص رکا۔ ”اپنے دھیان میں چلتی دیدم اس سے ٹکراتے ٹکراتے پیچی۔

ارے زمل۔۔۔۔۔ اس کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسش فور

جب سامنے والے کو بے حد شستہ اردو میں کچھ کہتے سنا۔

اس کی توسیٹی ہی گم ہوگئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

میڈم صرف ترکش لڑکے نہیں پاکستانی لڑکے بھی خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور آپ یہ جو اپنی دوست کو بتا رہی ہیں نہ کہ آپ نے اس کے لئیے شہزادہ ڈھونڈ لیا ہے۔

پہلے اس شہزادے سے بھی پوچھ لیں کہ کہیں وہ شای شدہ تو نہیں ہے۔

جی۔۔۔۔۔

جی۔

اپنی کہہ کہ وہ شخص رکا نہیں۔ جبکہ فون کی دوسری طرف سب کچھ سنتی زمل پیٹ پکڑ کر ہنس رہی تھی اور سدا کی بلکھڑ دیدم ہکا بکا کھڑی تھی۔

وہ سامنے بنے کاؤنٹر کی طرف چلی آئی اور لڑکی کو اپنے آنے کی وجہ بتائی۔ اس نے اشارے سے دیدم کو سامنے بنے کمروں میں سے ایک میں جانے کے لئیے کہا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

وہ دستک دے کر جس وقت روم میں داخل ہوئی۔ سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر اسکا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ وہی لفٹ والا آدمی تھا۔

مقابل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ در آئی۔

جی بیٹھئے میڈم۔

وہ نجل سی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کو کچھ یاد نہیں تھا کہ اس نے کیا کہنا ہے۔

جی تو میڈم ناؤ لڑ پڑھنے کے علاوہ آپ اور کیا کرتی ہیں؟

اس کی بات پر وہ تپ ہی گئی۔

اوہیلو مسٹر! میں یہاں جاب کے لئے آئی ہوں۔ رشتے کے لئے نہیں۔

یہ آپ کے سامنے پڑھی ہے میری فائل اس میں میرے سارے کوائف درج ہیں۔ اگر آپ کے معیار پر پوری اترتی ہوں تو دیں نوکری، نہیں تو آپ کی اپنی راہ اور میری اپنی۔

زوہان سکندر نے ہاتھ میں موجود فائل زور سے سامنے پڑے ٹیبل پر پٹخی۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

”میڈم۔۔ اٹھائی یہ فائل اور نکلیں یہاں سے۔“ وہ بھی تو سکندر مصطفیٰ کا اکلوتا پوتا تھا۔ کڑوڑوں کی جائی یاد کا اکیلا وارث۔ اسے ایسے لہجے سننے کی عادت نہیں تھی۔ اس کے سامنے تو ہر وقت لوگ مژدب بنے کام کرتے ہیں۔ اس کا بھی میٹر گھوم گیا۔

دیدم نے دانت پیسے اور جھپٹنے کے انداز میں فائل اٹھائی اور اسے گھورتی ہوئی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

زohan سکندر نے لمبے لمبے سانس لے کر اپنا غصہ کنٹرول کیا۔ اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سخت مایوسی کا شکار تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی فائل زور سے ٹیبل پر پٹختی اور اعلان کیا کہ وہ اب مزید جاب کی تلاش میں خوار نہیں ہوگی۔ اور اماں کے ساتھ کچن میں انکی بھرپور مدد کرے گی۔ اور زہرہ خاتون اس کی مدد کی بات پر ہول گئی۔ کیونکہ ایک بار پہلے بھی اس نے ان کی مدد کا فیصلہ کیا تھا۔ اور پھر جتنے دن اس نے کچن میں زہرہ خاتون کی مدد کی تھی۔ وہ ان کے کاموں میں اضافہ ہی کرتی رہی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

پہلے دن اس نے اعلان کیا کہ وہ آج سب کے لئیے انڈے فرائی کرے گی۔

زہرہ خاتون کچھ دیر کے لئیے کمرے میں گئی، اور اس کی چینیں سن کر بھاگ چلی آئی۔ جہاں زمیں پر پڑا انڈہ اور پین اپنی ناقدری پر رو رہے تھے۔ جبکہ کچھ فاصلے پر گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی دیدم آنکھوں میں آنسو لئیے پاؤں پکڑے بیٹھی تھی۔

اور پھر کہیں دن انہیں اس کی تیمارداری بھی کرنی پڑی۔

-----م

وہ ٹریک پر بھاگ رہی تھی۔ کانوں میں ایئر فونز لگائے وہ بھاگنے کے ساتھ گنگنانے کا شغل بھی جاری تھا۔

اے میرے وطن

اے میرے وطن

تیز قدم تیز قدم ہو

پھر تجھ سے ملائیں وہ قدم جس میں کہ دم ہو۔

وہ شفقت امانت علی کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

یہ جانے بنائے پاس سے گزرتے لوگ اسے مسکرا مسکرا کر دیکھ رہے ہیں۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

صبح کی خنک ہوائیں بھی اس کا وجود پسینہ سے شرابور تھا۔ اوئی ل سرما کا سورج اونچا ہو کر اس پاگل لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس دای روی ٹریک پر بھاگتے اپنے آپ میں مگن خوب انجوائے کر رہی تھی۔

بھاگتے بھاگتے وہ بہت زور سے کسی سے ٹکرائی۔ ٹکرانے کے نتیجے میں سامنے موجود شخصیت زمین بوس ہو چکے تھے۔

دیدم تیزی سے ان کی طرف بڑھی اور سہارا دے کر انہیں قریبی بینچ پر لا کر بٹھایا۔ وہ ایک ستر، اسی سال کے بزرگ تھے۔

بال پورے کالے نہیں تھے تو سفید بھی نہیں تھے۔ داڑھی البتہ ساری سفید تھی۔ اور آل وہ ایک سو بر شخصیت کے مالک تھے۔

دیدم بھی اب تھک چکی تھی۔ اس لڑیے ان سے معذرت کرتی ہوئی ان کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھ گئی۔ اور یہ تھا دیدم کمال اور سکندر مصطفیٰ کی دوستی کا آغاز۔

سر آپ اکیلے کیوں نکلے ہیں گھر سے؟ اس نے انگلش مس ان سے پوچھا۔
تم پاکستانی ہو؟ سکندر مصطفیٰ نے اردو میں سوال کیا۔

آپ بھی پاکستان سے ہیں؟ وہ پر جوش ہو کر بولی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

جی بیٹا!

شکر ہے کوئی اپنا بھی ملا ہے۔

ارے پھر میرے ساتھ یہ سنئیے نہ زرا، اور پھر اس نے موبائی ل سے ہینڈ فری نکال دئیے اور فضا میں ”اے
میرے وطن“ کی صدائیں گونجنے لگیں۔

پاکستان سے بہت محبت ہے تمہیں؟۔

آپ کو نہیں ہے؟ اس نے جواب کی جگہ ان سے سوال پوچھا۔

بہت ہے رگ رگ پاکستان کی محبت سے بھری ہے۔

لیکن پاکستان میں رہنا بہت کم ہی نصیب ہوا ہے۔ وہ بہت حسرت سے بول رہی تھی۔

۔ میرے ابا نہ پاکستانی سفارتکار ہیں تو بس کبھی کہاں اور کبھی کہاں، ملکوں گھومتے گھومتے ہی آدھی زندگی گزر
گئی۔

دادا جی چلیں! یدم کو اپنی پشت پر آواز سنائی دی۔


اس نے رخ موڑ کر دیکھا اور غصے کی ایک لہر اس کی رگ و پے میں دوڑ گئی۔

سامنے والے کی نظر جب اسپر پڑی تو اس کی آنکھوں میں ناگواری چھا گئی۔

هوائیں سرخ بدلتی ہیں

او کے بیٹا ابھی میں چلتا ہوں۔ کل پھر ملیں گے۔

اور ہاں اس سے ملو یہ ہے میرا پوتا۔۔۔۔۔ زوہان سکندر۔۔۔ دیدم کمال نے انکا دل رکھنے کے لئیے اس کی طرف دیکھا۔



جس کا چہرہ ایک دم بے تاثر تھا۔

وہ احترام سے ان کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔

جبکہ دیدم کمال ایک گہرا سانس بھر کر اپنے گھر کی طرف چل دی۔

کمال حسن کا خیال تھا کہ دیدم کمال۔ ایک ستارہ ہے جو ٹوٹ کر ان کے آنگن میں آگرا ہے۔ ان کی اس بات پر رایان اور زہرہ خاتون دیدم کا خوب ریکارڈ لگاتے تھے۔

کمال حسن صاحب یہ ٹوٹا تارہ ہمیشہ آپ کے پاس نہیں رہے گا۔ اسے اگلے گھر بھی جانا ہے۔ لڑکیوں کے لئے
حد سے زیادہ پیارا نہیں کمزور کر دیتا ہے۔ اور حد سے زیادہ آزادی لڑکی کو باغی بنا دیتی ہے۔ زہرہ خاتون کی باتوں سے
وہ اتفاق نہیں کرتے تھے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

زہرہ خاتون بیٹیاں آنگن کی چڑیاں ہوتی ہیں۔ کل کیا جانے ان پر کیسا وقت آتا ہے۔ لیکن ہم ان کا آج تو محفوظ کر سکتے ہیں۔ ان کی خواہش کے عین مطابق۔ آگے وہ جانے اور ان کی قسمت۔

زوہان سکندر کے بہترین دوست عارب کی آج شادی تھی۔ اور اس نے بہت اصرار کر کے اسے اور سکندر مصطفیٰ کو بلایا تھا۔

زوہان سکندر کے والد سکندر مصطفیٰ کی اکلوتی اولاد تھے۔

سکندر مصطفیٰ کہیں سال پہلے ترکی آئے اور پر یہیں کہ ہو کر رہ گئی۔ زوہان کی دادی اور والدہ دونوں ہی ترکش تھیں۔ اس کے ماں اور باپ کی ایک ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہو گئی تھی۔ جب وہ صرف پانچ سال کا تھا۔ اس کا ننھیال یہی تھا۔ لیکن وہ بس اپنے دادا کے قریب تھا۔ اسے ان سے بہت محبت تھی۔ سکندر مصطفیٰ نے بہت دولت کمائی تھی۔ ان کے بہت سے ہوٹل اور ریسٹورنٹ چل رہے تھے۔

کچھ لمحے خاص ہوتے ہیں۔ جن کے دامن میں ڈھیروں مسرتیں ہلکورے لے رہی ہوتی ہیں۔ کبھی یہ لمحے انسان تلاش کرتے ہیں اور کبھی یہ خود انسانوں کو کھوج لیتے ہیں۔ کچھ ایسے ہی لمحے تھے یہ۔۔۔۔۔ جب سکندر مصطفیٰ کے

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

ساتھ کھڑے زوہان سکندر کی ایک بالکل سرسری اور غیر ارادی سی نظر اوپر اٹھی۔ تو لاشعوری پراٹھی ہی رہ گئی۔ ٹھہر گئی۔۔۔۔ ایک نقطے پر جا کر! پلٹ سکتی ہے پر کچھ وقت لگتا ہے۔

موو اور گرین کلر کے شرارہ سوٹ میں ہو کسی اور ہی دنیا کی لگ رہی تھی۔ اس صرف ایک پل لگا تھا، اسے پہچاننے میں۔ اس کے کالے بال پشت پر لہرا رہے تھے۔ لپ اسٹک سے تراشیدہ ہونٹ اور سوٹ کا ہم رنگ دوپٹہ شانے پر پھیلائے دیدم کمال حسن۔۔۔ کمال ہی لگ رہی تھی۔

کمال حسن کے دوست کے بیٹے کی ویسے کی تقریب تھی اور زہرہ خاتون نے آج اسے خود تیار کیا تھا۔ ورنہ تو وہ جہاں جاتی۔۔۔ سر جھاڑ اور منہ اٹھا کر چلی جاتی۔ انہیں اس کا سر پہ اسکارف لینا بھی کٹھ خاص پسند نہیں تھا۔ جبکہ آج دیدم کمال اپنی ڈریسنگ کو لے کر جنجھلائی ہوئی تھی۔

”اتنا بھاری سوٹ۔۔۔۔۔ میری ماں کا بس چلے تو شادی سے پہلے ہی مجھے دلہن بنادے۔ آج بس چل ہی گیا۔“ کل ہی پاکستان سے لوٹی زمل اس کے انداز پر ہنس کر بولی تھی۔

”قیامت لگ رہی ہو۔“

زوہان سکندر کی سپاٹ نگاہوں میں نہ جانے کیسا اشتیاق ابھرا۔۔۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی لمحوں کے فریب میں الجھا۔۔۔۔۔ بے بس ہوا تھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

پھر وہ اسے خوشگوار حیرت سے اپنی طرف آتی دیکھائی دی۔

اور اس نے دیکھا وہ بہت خوشی سے سکندر مصطفیٰ سے مل رہی تھی۔ وہ ہلکا سا جھک کر ہنستے ہوئے انہیں کچھ بتا رہی تھی۔

اور بے نیاز سا بنے زوہان سکندر کی آنکھوں میں خوشگواریت تھی۔

کھٹکھٹتی ہنسی، شیریں لہجہ، شفاف مسکراہٹ باتوں سے جھلکتی اپنائیت وہ بے ضرر سی لڑکی اگر اس کی پسند تھی تو واقعی میں اس کی پسند ایسی ہی ہونی چاہیے تھی۔

محبت اپنی جگہ لیکن زوہان سکندر آج تک کسی کے آگے نہ ہی جھکا تھا اور نہ ہی جھکنا اسے پسند تھا۔ جبکہ دیدم کمال اپنے نام کی ایک ہی تھی۔ اب اس محبت کا مستقبل کیا ہوگا۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

گلابی رنگ کے نفیس سے کڑا ہی والے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس سرپردو پٹہ لیے، گلابی لپ اسٹک لگائے وہ کہیں جانے کے لئیے تیار کھڑی تھی۔

”خیریت۔۔۔۔۔۔! آج کہاں جانے کی تیاری ہے؟

مجھے جاب مل گئی ہے۔

آچھا۔۔۔۔۔! زہرہ خاتون نے آچھا کو لمبا کھینچا۔

جی پچھلے دنوں میں جوائنٹ ویڈیو دیتی رہی ہوں۔ ایک جگہ سے آج کال آئی ہے۔

کیا کام ہے؟

آفس ورک ہے۔

اور سیلری کتنی ہوگی۔

ابھی تو پتہ نہیں! جو بھی ہو میں نے یہ جاب کرنی ہی کرنی ہے۔ اب گھر بیٹھ کے کروں گی بھی کیا؟

زمل کو بھی جاب مل گئی ہے۔ اس نے ماں کو اطلاع۔

آچھا۔۔۔۔۔! اس کی جاب کی نوعیت کیا ہے؟

یہ تو مجھے نہیں پتہ۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسش فور

اوکے مجھے دیر ہو رہی ہے۔ میں چلتی ہوں۔

فی امان اللہ!

دھوپ کی تمازت محسوس کر کے اچانک زوہان سکندر بیدار ہوا تھا، کمرے میں داداجی کو پردے سائیڈ پر کرتے دیکھ کر کسمسا کر رہ گیا۔

اٹھ بھی جاؤ بر خودار آٹھ بج گئی ہے ہیں ”ان کی آواز کمرے میں گونجی تو اس نے مندی مندی نگاہوں سے سکندر مصطفیٰ کو دیکھا اور پھر تکیہ منہ پر دھر کر اس کے اوپر اپنا بازو رکھ لیا۔
اف داداجی سونے دیں نہ۔

زوہان میں نے تمہیں کہا تھا نہ کہ میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے اور اس میں تم ساتھ چلو گے۔
آچھا۔۔۔۔۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

وہ فریش ہو کر نیچے آیا تو وہ ناشتے کی ٹیبل پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔
ناشتے کے دوران دونوں میں ہلکی پھلکی گفتگو چلتی رہی اور پھر دونوں جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

آج صبح سے ہی موسم بہت خوشگوار ہو رہا تھا۔ کالے بادلوں نے آسمان کو پوری طرح سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہلکی پھوار نے موسم کو اور خوبصورت بنا دیا تھا۔

زوہان سکندر، مصطفیٰ سکندر کو ڈراپ کر کے گاڑی پارک کرنے چلا گیا۔

وہ واپس آیا تو مصطفیٰ سکندر اندر جا چکے تھے۔ وہ بھی اک گہری سانس فضا کے سپرد کرتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا بھی راہداری کا موڑ مڑتے ہوئے وہ آگے سے آتی دیدم کمال کو نہ دیکھ سکا، اور دونوں میں ایک زوردار ٹکرا ہوئی۔

دیدم کو محسوس ہو رہا تھا، جیسے کسی پتھر سے سر پھوڑ لیا ہو۔

”اوایم سوری میم۔“ وہ جلدی سے بولا اور دیدم کمال کو دیکھ کر اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا۔

جبکہ دیدم ”اٹس اوکے“ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

زوہان سکندر کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

وہ بالوں میں انگلیاں چلاتا، گنگناتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جبکہ گلاس وال سے دیکھتے مصطفیٰ سکندر کچھ سوچ کر مسکرا دی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

کل سنڈے ہونے کی وجہ سے وہ آج خوشی خوشی گھر لوٹی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو ڈرائی نگ روم سے آتی آوازوں پر ٹھٹھک کر رک گئی اور آہستہ سے چلتی ہوئی ڈرائی نگ روم کے دروازے سے جھانک کر دیکھا تو سامنے مصطفیٰ سکندر کو دیکھ کر وہ خوشگوار احساس میں گری اندر آئی۔

وہ سلام کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو، مصطفیٰ سکندر خوشدلی سے کھڑے ہو گئی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ارے سر۔۔۔! آپ یہاں کیسے؟

بیٹا آپ انہیں جانتی ہیں؟

جی ابا۔۔۔۔۔ ہماری نہ پارک میں ملاقات ہوئی تھی۔

اسکی بات پر کمال احسن نے اثبات میں سر ہلایا۔

انہوں نے بغیر تمہید باندھے بات کا آغاز کیا۔ دیکھئیے بیٹا مجھے آپ کی بیٹی بہت آچھی لگی ہے۔۔۔ اور اسی لئیے میں اپنے پوتے کے لئیے آپ کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔

ان کی بات پر کمال احسن خاموش ہو گئی۔ جبکہ دیدم نے بھی سر جھکا لیا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

سریہ ہمارے لئی بہت اعزاز کی بات ہے۔ لیکن دیدم کا نکاح میرے بھتیجے سے ہو چکا ہے۔ وہ امریکہ میں ہے اور اس کی واپسی پر رخصتی ہوگی

کمال احسن کی بات سن کر وہ خاموش ہو گئی اور پھر دیدم کو ڈھیروں دعائیں دیتے ہوئے چلے گئی۔

دیکھئی کمال اب آپ بھائی جان سے بات کر لیں اور ان سے پوچھیں کہ ارسلان کب آئے گا۔

اسے گئی سات سال ہو گئی ہیں۔ اور ہم کب تک اس کا انتظار کرتے رہیں گے۔

اگر وہ نہیں آتا تو ہماری بیٹی کو آزاد کر دے، ہم کب تک اس کے نام پر اسے بٹھا کر رکھیں گے۔

ماں کی بات سن کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی اور اپنے ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی رنگ کو گھمانے لگی۔

سات سال پہلے جب وہ سترہ سال کی تھی۔ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ چھٹیاں گزارنے پاکستان گئی تھی۔ اور

وہاں پہ ہی اس سے پورے دس سال بڑے ارسلان جمال سے اس کا نکاح کر دیا گیا۔

وہ بھی ارسلان جمال کی مرضی کے خلاف وہ اپنے ماموں کی بیٹی سامعہ سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جمال تایانے

اسے اپنی قسم دے کر دیدم سے نکاح پر مجبور کر دیا۔

جبکہ دیدم کو اپنا وہ سو برا اور بے انتہا خوبصورت کزن بہت پسند تھا۔ اسے جب پتہ چلا کہ وہ ہمیشہ کے لئی اس کا

ہونے والا ہے تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

دیم سے اس کے تایا اور تائی بہت محبت کرتے تھے۔ لیکن دیم اور ارسلان کے نکاح کے بعد اس کی تائی کا رویہ یکسر تبدیل ہو گیا۔ وہ ارسلان کی شادی اپنی بھتیجی سے کرنا چاہتی تھیں لیکن جمال صاحب کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چلی۔

نکاح کے بعد ارسلان کا اس کے ساتھ رویہ پہلے جیسا ہی رہا۔

لیکن جانے سے ایک رات پہلے وہ دیم کے کمرے میں آیا تو اس کا دل خوش فہم ہوا۔ وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

اور پھر وہ دیم کو سمجھانے لگا، جیسے کسی بچے کو سمجھاتے ہیں۔

دیکھو دیم تم ابھی چھوٹی ہو جب تم بڑی ہو گی تو تمہیں پتہ چلے گا کہ تمہارا اور میرا کوئی جوڑ نہیں۔ ہم دونوں میں بہت اتج ڈیفرنس ہے۔ میں سامعہ کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کروں گا۔ مجھے سمجھدار اور سنجیدہ لڑکیاں پسند ہیں۔ جبکہ تم میں بہت بچپنا ہے۔ تم ابھی بہت چھوٹی ہو۔ مجھے ایسی لڑکی چاہیے ہے جو سوسائٹی میں میرے ساتھ موو کر سکے۔ جبکہ تمہیں چاچو نے حد سے زیادہ لاڈ کی وجہ سے تم کبھی آگے نہیں نکل سکو گی۔

READERS CHOICE

تم جب کہو گی میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

وہ چلا گیا اور دیدم کو ایک پنجرے میں قید کر گیا۔ جسے لوگ محبت کہتے ہیں۔ اور وہ اب اس سے آزاد بھی نہیں ہونا چاہتی۔

لیکن وہ اپنے ماں باپ کے سامنے ہنستی مسکراتی ہے۔ وہ اپنا دکھ بھلا کر بس ان کے لئیے جی رہی تھی۔

مصطفیٰ سکندر جس وقت گھر میں داخل ہوئے، زوہان سکندر ٹھہلتا ہوا ان کا انتظار کر رہا تھا۔

انہیں دیکھ کر وہ بھاگتا ہوا ان کے قریب آیا۔

دادا جی! کیا کہا ان لوگوں نے؟

اور مصطفیٰ سکندر نے زوہان کی آنکھوں میں امید کے دئیے جلتے دیکھے۔ اس کا ہر عضو کان بن گیا تھا۔

دادا جی بتائیں نہ۔

بیٹا۔۔۔ اس کا نکاح ہو چکا ہے۔

ان کے جواب پر اس کے چہرے پر ایک سایہ سا آکر لہرا گیا۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

کمال احسن بہت خوش تھے۔ انہوں نے جمال احسن کو کال کر کے ارسلان کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور جمال احسن نے انہیں بتایا تھا کہ ارسلان اسی ہفتے ترکی آرہا ہے۔ اس کی کوئی میٹنگ ہے اور وہ آپ کے ہاں ہی رکے گا۔

کمال احسن بات بے بات مسکرا رہے تھے۔ استنبول سے رایان بھی آیا ہوا تھا اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

کمال احسن کے برعکس دیدم بہت پریشان تھی۔ اس کے آنے کا سن کر ہی اسے ہول اٹھ رہے تھے۔ اسے لگ رہا تھا کہ سات سال کا رشتہ بس اب ختم ہونے کو ہے۔

وہ گھر میں بھی بولائی بولائی پھرتی تھی۔ کام پر بھی اس کا دھیان کم ہی ہوتا تھا۔ ہر روز وہ کچھ نہ کچھ الٹا کر رہی تھی۔ روز ہی وہ اپنے باس سے ڈانٹ کھا رہی تھی۔

وائیٹ قمیض شلوار پہ بلیک کوٹ پہنے ساتھ بلیک ہیل والے جوتے پہنے جب وہ گھر سے نکلی تبھی اسے زہرہ خاتون کی خوشی سے لبریز آواز آئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

دیدم آج جلدی آجانا بیٹا۔۔۔۔۔ آج ارسلان آئے گا۔

ان کی بات سن کر اس کا دل یکبارگی ایک انجانے خوف سے ڈوب کر ابھرا تھا۔ اور وہ اثبات میں سر ہلاتی باہر نکل آئی۔

بلیک اسکارف میں سے اس کے گنگھریالے بالوں کی لٹیں باہر نکلی ہوئی تھیں، جنہیں وہ بار بار پیچھے کر رہی تھی۔ جو اس کی آنکھوں کے کنارے سے ٹکراتے ہوئے اس کی خم دار پلکوں سے الجھ رہیں تھیں۔

وہ جس وقت اپنے آفس کی بلڈنگ میں داخل ہو رہی تھی، اسے کسی کی نظروں کی تپیش محسوس ہوئی۔ اس نے نظر گھما کر چاروں اور دیکھا لیکن اسے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ وہ سر جھٹکتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ اس سے کچھ فاصلے پر اپنی گاڑی میں موجود زوہان سکندر نے اپنا سر سٹئی رنگ پر ٹکا دیا۔

وہ جانتا تھا وہ اس کی دسترس سے دور ہے لیکن پھر بھی ایک آخری بار وہ اسے دیکھنے آیا تھا۔

وہ آج اسے کچھ مضحکہ دیکھائی دی۔

اسے پہلی ملاقات والی دیدم اور یہ دیدم بالکل ہی الگ لگیں۔

تبھی اس کے سیل پر مصطفیٰ سکندر کا نام جگمگایا۔

جی دادا جی۔۔۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

زوہان آج صبح صبح کدھر نکل گئی ہو؟

بس آفس کے لئی ہو ہی نکلا ہوں۔ آج ایک میٹنگ ہے، ایک امریکن کمپنی ہے ان کے نمائی ندے سے۔

اوکے۔۔۔۔۔ جلدی گھر آنا، آج تمہارے ماموں کے گھر جانا ہے۔

جی جیسا حکم آپ کا۔

اس نے کال کٹ کر کے موبائی ل کوٹ کی پاکٹ میں رکھا اور گاڑی سٹارٹ کر کے اس کا رخ اپنے آفس کی طرف موڑ دیا۔

دیدم کا جلدی گھر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ آفس آؤر ز کے بعد نزدیکی پارک میں چلی آئی اور وہاں کھیلتے بچوں کو دل چسپی سے دیکھنے لگی۔

بچوں کو کھیلتے دیکھ کر اسے بھولی بسری یادیں تازہ ہو گئی ہیں۔

یہ منظر احسن ولا کا تھا، جہاں اس وقت سترہ سال دیدم کمال اور ارسلان جمال کے درمیان بیڈ مینٹن میچ جاری تھا۔ یہ آخری سیٹ تھا۔ اس سے پہلے کھیلے گئی چار سیٹس میں سے دو دیدم اور دو ارسلان نے ون کیے تھے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

گھر کے سبھی لوگ موجود تھے۔ چھوٹے بڑے سارے اس وقت ان دونوں کا میچ دیکھنے کے ساتھ ساتھ چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

بڑوں میں سب کی ہمدردیاں دیدم کمال کے ساتھ تھیں۔ جبکہ ینگ جنریشن میں سب ارسلان جمال کو سپورٹ کر رہے تھے۔

وہ بیڈ مینٹن کا بہت آچھل پلٹی رہ تھا۔ لیکن اس وقت اس کا مقابلہ دیدم کمال سے تھا، جو کہ ”تاکاساکی“ (جاپان کا ایک شہر ہے) سے آئی تھی۔ وہ اپنے سکول کی بیسٹ بیڈ مینٹن پلٹی رہ تھی۔ اس نے ارسلان کو چاروں شانے چیت کر دیا تھا، اور آخر کار اس نے ہار مان لی۔ دیدم خوشی میں بھاگتی ہوئی آ کر کمال احسن کے گلے لگ گئی۔

ارسلان جمال نے بھی اسے سراہا، اس نے سر کو ایک خاص سٹائل میں جھٹکا دے کر اپنے بالوں کو پیشانی سے پیچھے کیا اور کسی اعزاز کی طرح اس کی تعریف وصول کی۔

وہ زہرہ خاتون کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔ اور پھر تبھی ہارن کی آواز کے ساتھ ایک گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ اور اس میں سے نکلتی شخصیت کو دیکھ کر ارسلان جمال بے حد خوشگوار موڈ کے ساتھ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دیدم کی اس طرف پشت تھی اس نے خوشی سے ارسلان ک کھڑا ہوتا دیکھ کر رخ موڑ کر دیکھا تو ارسلان کے ماموں، مامی اور ان کی اکلوتی بیٹی سامعہ چوہدری پر نظر پڑی تو اس کی مسکراہٹ ایک پل میں سمٹی تھی۔

سب خوشدلی سے ان کی طرف بڑھے تھے وہ کمال احسن کی پاکستان آمد کے بارے میں سن کر ان سے ملنے چلے آئے تھے۔

ملنے ملانے کے بعد سب لوگوں نے اپنی اپنی نشستیں سنبھال لیں اور دیدم نے نوٹ کیا کہ سامعہ چوہدری ارسلان کے ساتھ رکھی چچی پر پر بیٹھی تھی۔

وہ بار بار اسے مخاطب کر رہی تھی۔ اور وہ سب کی موجودگی میں اس کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا۔

کاہی کلر کے کپڑوں پہ شانوں پہ ہم رنگ دوپٹہ پھیلائے۔۔۔ ٹخنوں سے اوپر ٹراؤ زر چڑھائے، نفاست سے کیے گئی میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

دیدم نے اس سے نظر ہٹا کر خود کو دیکھا بلیو جینز پر وائیٹ شرٹ زیب تن کیے۔ دوپٹے سے بے نیاز، گھنگرلے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ پاؤں میں وائیٹ کلر کے جو گرز پہنے۔ اسے اپنا آپ اس کے مقابلے میں بہت ہی عجیب سا محسوس ہوا۔

تبھی وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

کیسی ہو تم؟

جی ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟

اللہ کا شکر ہے۔

کیا کر رہی ہو تم؟

میں ایف ایس سی کر رہی ہوں۔

آپ کیا کرتی ہیں؟

میری ہاؤس جاب چل رہی ہے۔

او آچھا۔۔۔۔۔! تو آپ ڈاکٹر ہیں؟

جی۔۔۔۔۔ وہ مسکرائی تو دیدم کو لگا جیسے اس کی آنکھیں بھی مسکرا رہی ہیں۔

اس نے اس کی خوبصورتی سے نظریں چرائی۔

اور پھر اس نے دیکھا وہ اور ارسلان شعر و شاعری کی باتیں کرنے لگے۔ دونوں کے پاس ہی بہت معلومات تھیں۔

جس طرح سے وہ دونوں سیر حاصل بحث کر رہے تھے۔

دیدم ان دونوں سے ہی حد درجہ متاثر تھی۔

Page 30 of 130

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش فوسر

پھر چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب اسے ارسلان جمال سے محبت ہوگئی۔

جس دن جمال احسن نے کمال احسن سے اس کا ہاتھ مانگا تھا۔ وہ تو ہواؤں میں اڑنے لگی تھی۔

لیکن یہ سب بس کچھ پل کے لئے ہی تھا۔ رات گئی اس نے بہت برا خواب دیکھا، ڈر سے اس کی آنکھ کھلی اس نے وقت دیکھا تو دو بج رہے تھے۔

اسے شدید پیاس محسوس ہوئی، وہ پانی پینے کے ارادے سے باہر نکلی تو ارسلان جمال کے کمرے سے آتی آوازوں پر اس کے قدم سست پڑ گئے۔

بابا۔۔۔۔۔ آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ میں سامعہ سے محبت کرتا ہوں۔ اور آپ نے میرے لئے ایک امپور لڑکی پسند کی ہے۔ اسے پہنے اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے کسی چیز کی تمیز نہیں ہے۔ میرے لئے وہ ایک چھوٹی بچی ہے۔

ارسلان جمال اگر اس گھر میں رہنا ہے تو کل تمہارا اور دیدم کمال کا نکاح ہے۔

ابھی تو صرف رشتہ طے کیا گیا تھا۔ لیکن اس کی باتیں سن کر انہوں نے اسی وقت ان کے نکاح کا فیصلہ کیا۔ کل شام کو تمہارا دیدم سے نکاح ہے۔ اگر تم نہ آئے تو میرا امر اہوا منہ دیکھو گے۔ یہ بات یاد رکھنا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش فور

دیم کو یاد ہی نہیں رہا کہ وہ کیوں آئی تھی۔ وہ سست قدموں سے کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پر گر گئی۔ اس کی آنکھوں سے نیندا ڈگئی۔

صبح سویرے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ نیچے آئی تو وہ ناشتہ کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر اس نے ناشتے سے ہاتھ کھینچ لئی اور موبائل کان سے لگائے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دیم کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ یہ نکاح نہ کرے گی اور ابھی جا کر ماں باپ کو انکار کر دے گی۔

وہ اس ارادے سے ماں اور باپ کے کمرے میں آئی، لیکن آگے باپ کی حالت دیکھ کر بھول گئی کہ وہ یہیں کیوں آئی تھی۔

وہ اپنا سینہ مسل رہے تھے۔ اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ بیڈ پر لڑھک گئی۔

انہیں گرتے دیکھ کر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی اور چیخ چیخ کر ماں اور باقی سب کو بلانے لگی۔

اس کی چیخوں کی آوازیں سن کر سب سے پہلے ارسلان اور رایان ہی کمرے میں داخل ہوئے۔

ارسلان نے اسے کمال احسن سے دور کیا اور انہیں اٹھا کر گاڑی کی طرف بھاگا۔

انہیں مائی نر ساہارٹ اٹیک آیا تھا اور بروقت ہاسپٹل پہنچانے سے ان کی جان بچ گئی تھی۔

اور پھر اگلے دن شام کو سادگی سے ان دونوں کا نکاح رکھا گیا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

سرخ رنگ کے کپڑوں پر سر پر سرخ دوپٹہ رکھا تھا۔ جبکہ ارسلان جمال تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔

ان دونوں کو ساتھ لاکر بٹھایا گیا۔ اور نکاح نامے پر دستخط کرنے سے پہلے اس نے اپنے باپ کے زرد چہرے پر ایک نظر ڈالی اور آنکھیں بند کر کے دستخط کر دی۔

نکاح کے بعد ارسلان جمال سب سے مل کر اس پر ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر وہاں سے چلا گیا۔
جبکہ وہ درزیدہ نظروں سے اس کی پشت کو دیکھنے لگی۔

ایک فٹ بل آکر دیدم کی گود میں لگا بتو وہ واپس ہوش میں آئی۔ سامنے ہی ایک لڑکا ہاتھ بڑھائے اس سے فٹبال مانگ رہا تھا۔ اس نے فٹبال دورا اچھالا اور ایک لمبی سانس بھر کر گھر کی طرف چل دی۔۔۔

رات کی سیاہی ہر طرف پھیل چکی تھی۔ اس نے اپنے بیگ میں سے موبائی ل نکالا تو کمال احسن اور رایان کی کہیں ایک مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے کمال صاحب کا نمبر ڈائی ل کیا۔ اور پہلی ہی بیل پہ اس کی کال ریسیو کر لی گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دوسری طرف سے ان کی پر جوش سی آواز سنائی دی۔

”دیدم کہاں ہو تم بیٹا؟ ارسلان کب کا آیا ہوا ہے؟

ابا۔۔۔ بس میں آرہی ہوں۔

اوکے بیٹا۔۔۔ جلدی پہنچو۔

اس نے صرف جی کہنے پر اکتفا کیا، اور ایک لمبی سانس فضا کے سپرد کرتی ہوئی پیپل ہی گھر کی طرف چل پڑی۔ گھر کے قریب پہنچ کر اس کے قدم سست پڑ گئے۔ بیل کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے اس نے اپنے کپڑوں کی نادیدہ شکنیں درست کیں اور منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بیل پر ہاتھ رکھ دیا۔ چند ہی پل گزرے ہوں گے جب اسے گیٹ کے پاس سی زہرہ خاتون کی ہنسی گونجی۔ اور پھر دیدم کے سامنے ان کا ہنستا مسکراتا مطمئن سا چہرہ سامنے آیا۔ وہ بہت خوشی سے دیدم کو بازو سے پکڑ کر اندر لے کر گئی۔

وہ مین ڈور سے اندر داخل ہوئی تو سامنے ہی وہ اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں بیٹھا کمال احسن سے باتوں میں مشغول تھا۔ بلیک تھری پیس سوٹ میں وہ پہلے سے بھی زیادہ ڈیشنگ اور خوبصورت ہو گیا تھا۔ دیدم کی نظر کچھ پل کے لئے اس پر ٹھہر گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش فور

وہ جانتا تھا کہ وہ آچکی ہے لیکن پھر بھی اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔ تبھی زہرہ خاتون نے ہی اسے متوجہ کیا۔

ارسلان بیٹا۔۔۔۔۔ دیدم سے نہیں ملو گے۔

ان کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا اور پلکیں جھپکنا بھول گیا۔ اتنا مکمل اور سوگوار حسن اس نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔

وہ اس پر نظریں جمائے بڑی فرصت سے دیکھ رہا تھا۔

جب دیدم نے بہت ہی آہستہ آواز میں اسے سلام کیا اور اس کا جواب سنے بغیر اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔ کمرے میں پہنچ کر وہ کانپتے وجود کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اور بے آواز آنسو بہانے لگی۔ اسے اس شخص کے ہاتھوں اپنی تذلیل کبھی نہیں بھولنی تھی۔ اور وہ اس کا پورا پورا بدلہ لینے کا ارادہ رکھتی تھی۔

تبھی دروازے پر دستک دے کر وہ اندر داخل ہوا۔

سوری تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا۔

وہ جلدی سے رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی اور چپکے سے اپنے آنسو صاف کیے۔ جب وہ اس کے سامنے آیا تو اس کے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ آگئی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

”کیسی ہو؟“

”میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ سنائی یں کیسے ہیں؟“

اللہ کا شکر ہے۔

تھوڑی دیر دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی۔ ارسلان کی آواز نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔

”کہاں جاب کر رہی ہو؟“

ایک ایڈورٹائی زنگ ایجنسی میں۔

کیا نام ہے ایجنسی کا

ایس، ایم، زیڈ

کیا تم اس ایجنسی کے ساتھ کام کرتی ہو؟ تمہیں یہاں کیسے جاب مل گئی؟

ویسے ہی بس انٹرویو دیا تھا تو مل گئی ہے۔

تم جانتی ہو یہ ایک بہت بڑی کمپنی ہے۔ ان لوگوں کا اپنی ایک ہوٹل چین بھی ہے جو بہت سے ممالک میں ہے۔

آچھا ہوگی مجھے کیا اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

اوکے۔۔۔ کل میری ان کے ساتھ میٹنگ ہے تو صبح ساتھ ہی چلتے ہیں پھر۔

اوکے۔۔۔ وہ تھوڑی دیر بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ تمہیں مجھ سے کچھ نہں پوچھنا۔

دیدم نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ اس سے رخ موڑ کے کھڑکی میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔ مبادا وہ اس کے چہرے سے کچھ اخذ نہ کر لے۔

پھر اس نے بالکل اپنے پیچھے اس کی آہٹ محسوس کی، تو تیزی سے پلٹی وہ اس کے اتنے قریب کھڑا تھا کہ دیدم کا سر اس کے سینے جا ٹکرایا۔

لیکن وہ جلدی ہی سنبھل گئی اور اس سے دور ہوتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

کھانے کی ٹیبل پر اس نے دیدم کی ساتھ والی بیچائی سنبھالی تو دیدم سے نوالہ حلق سے اتارنا مشکل ہو گیا۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا، وہ کمال صاحب اور رایان سے باتوں میں مصروف تھا۔

دیدم چپکے سے اپنے کمرے میں آگئی، سارا دن پیدل چل چل کر اس کے پاؤں درد کر رہے تھے۔ وہ بستر پر

لیٹتے ہی سو گئی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو گاڑی پر نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے بستر سے نکلی اور اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس

گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش نورا

وہ ناشتہ کر رہا تھا جب وہ تیزی سے اپنے کمرے سے نکلی اور ادھر ادھر دیکھے بغیر ”اللہ حافظ اماں“ کہتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔

تبھی زہرہ خاتون نے اسے پکارا ”دیدم ناشتہ کر کے جاؤ۔“

اماں میں پہلے ہی لیٹ ہو گئی تھی۔

ایک تو یہ لڑکی بات تو سنتی ہی نہیں ہے۔

رہنے دیں چچی میں اس کے ساتھ جا رہا ہوں باہر ہی ناشتہ کر لے گی۔

ارسلان کی بات سن کر وہ خوش ہو گئی۔

وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا، میروں کلر کے قمیض شلوار پہ وائیٹ کورٹ پہنے سر پر وائیٹ اسکارف لپیٹے کندھے پر بیگ ڈالے ہاتھ میں فائل پکڑے وہ تیزی سے چل رہی تھی۔ ٹھنڈ کی وجہ سے اس کے چہرے پر لالی سی بکھری تھی۔

اس نے فائل بیگ میں اڑتے ہوئے دونوں ہاتھ کوٹ کی پاکٹ میں ڈالنے چاہے جب ارسلان نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے پاس کھڑی ٹیکسی میں بٹھایا اور اس کے برابر بیٹھ کر ٹیکسی والے کو چلنے کے لئے کہا۔

دیدم نے اس کے ہاتھ میں موجود اپنا ہاتھ کھینچا تو اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور موبائل میں بزی ہو گیا۔

جوں ہی گاڑی اس کی ایجنسی کی بلند و بالا عمارت کے سامنے رکی وہ جلدی سے اتری اور اندر بڑھ گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

ٹیکسی والے کو پیسے دے رہے ارسلان کو اس کا اسقدر اگنور کرنا بہت برا لگا اس نے ہونٹ بھیچ لئیے اور آگے بڑھ کر اپنا تعارف کرواتا ہوا لفٹ کی طرف مڑ گیا۔

وہ اپنے کام میں پوری طرح سے انہماک تھی۔ جب اسے اپنے آس پاس ہلچل محسوس کی۔ اس نے نظر اٹھائی تو سامنے سے ارسلان جمال اور زوہان سکندر گزر رہے تھے۔

اس نے اپنا سر اور جھکا لیا تاکہ دونوں میں سے کوئی می بھی اسے نہ دیکھ سکے۔

آفس آؤر ز ختم ہونے کے بعد وہ سست قدموں سے چلتی ہوئی باہر آئی تو اس کا آج بھی جلدی گھر جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس نے کل کی طرح اسی پارک کی طرف قدم بڑھائے۔ لیکن پہلے ہی قدم پر ٹھٹھک کر رک گئی۔ کیونکہ سامنے ہی ارسلان جمال کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

دیدم کو دیکھ کر اس نے اپنی ہاتھیں موجود فائی لڑ ایک شخص کی طرف بڑھائی اور انہیں اللہ حافظ کہتا ہوا اس کی طرف بڑھ آیا۔

لنچ کیا ہے تم نے؟

دیدم نے اثبات میں سر ہلایا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

اوکے پھر آؤ شاپنگ کرتے ہیں اور پھر رات کو میرا ایک بزنس ڈنر ہے وہاں چلیں گے۔

نہیں مجھے گھر جانا ہے۔

آر یو شیور۔

یس!

اوکے۔۔! پھر چلو چلتے ہیں گھر ہی۔ لیکن آپ تو شاپنگ کے لئے جا رہے تھے نہ۔

نہیں تو میں تو تمہیں شاپنگ کروانا چاہتا تھا۔

اسکی بات پر وہ دانت پیس کر رہ گئی، وہ جتنا اس سے جان چھڑانا چاہتی تھی وہ اتنا ہی اس کے قریب آ رہا تھا۔ اور دیدم کو لگ رہا تھا کہ وہ اسے اپنے سحر میں جھکڑ رہا ہے۔

وہ اس وقت بلیک تھری پس سوٹ میں ملبوس تھا جبکہ دیدم نے بلیو میکسی زیب تن کی ہوئی تھی۔

وہ اس کے ساتھ نہیں آنا چاہتی تھی۔ لیکن ماں کے آگے مجبور ہو گئی۔

وہ ادھر ادھر دیکھتی جا رہی تھی۔ جب وہ اسے ایک سائیڈ پر ریزرو ٹیبل پر لے آیا۔ اور آگے موجود شخصیت کو دیکھ

کر اس کی سانس ہی رک گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسریش فور

سامنے والے کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

ارسلان نے زوہان سکندر سے اسے اپنی وائی ف کے طور پر متعارف کروایا۔ جس کے جواب میں وہ براہ راست دیدم سے مخاطب ہوا۔ ”آپ کی رخصتی ہوگئی ہے؟“

جس کے جواب میں اس نے نفی میں سر ہلایا۔

اور ارسلان حیران ہوا ”آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟“

دیدم نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا، تبھی زوہان بول اٹھا ”جی یہ میری کمپنی کی بہت قابل ایمپلائز ہیں۔“

زوہان کی بات پر ارسلان نے اثبات میں سر ہلایا اور ویٹر کو آرڈر دینے لگا۔ جبکہ زوہان کی نظریں دیدم کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

دیدم اس کی نظروں سے بچنے کے لئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اور براہ راست اسے دیکھنے سے گریز برت رہی تھی۔

تبھی اس کے دماغ کے پردے پر دو دن پہلے کا منظر لہرایا۔ جب وہ آفس سے گھر جا رہی تھی۔ تبھی ایک گاڑی جھٹکے سے اس کے قریب آکر رکی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

زوہان سکندر آنکھوں میں سرخی لئی اس کی طرف بڑھا اس نے شراب پی رکھی تھی اور وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔۔

دیدم کمال حسن۔۔۔۔! میں نے آج سے پہلے کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا ہے۔

اور جسے دیکھا وہ کسی اور کی ملکیت ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم میری ہو یہ بات اپنے دماغ میں بٹھالو۔ تمہارا صرف نکاح ہوا ہے، رخصتی نہیں۔ اور یہ رخصتی میں کبھی ہونے بھی نہیں دوں گا۔

اس کے منہ سے آرہی شراب کی بدبو سے بچنے کے لئے وہ اس سے دور ہوئی۔

زوہان سکندر اسے گھورتا ہوا گاڑی میں جا بیٹھا۔

ارسلان اسے کچھ کہہ رہا تھا جبکہ وہ کسی اور ہی دنیا میں گم تھی۔

اس نے غائب دماغی سے ارسلان کی طرف دیکھا۔ جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا، اور ویٹر کو کچھ کہہ کر وہ دیدم کی طرف جھکا اور مسکراتے ہوئے اس کے کان کے قریب بولا۔

ایسے نہ دیکھو دیدم کمال یہ نہ ہو کہ میں تمہیں یہاں سے ہی رخصت کروا کر سیدھا امریکہ اپنے ساتھ لے جاؤں۔ اور اس کی اس بات پر دیدم کمال کا چہرہ قندھاری انار جیسا ہو گیا تھا۔

جبکہ زوہان نے اپنے غصہ ضبط کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لیں

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسش فور

ارسلان جمال کی نظریں دیدم کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

جبکہ زوہان سکندر دانت پیس کر ارسلان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بس میں نہیں تھا کہ وہ دیدم کو اس کے سامنے سے کہیں غائب کر دے۔

اس نے غصے میں ایک جھٹکے سے اپنی جگہ چھوڑی تو ارسلان جمال نے رخ موڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
میں چلتا ہوں، گھر میں دادا جی انتظار کر رہے ہوں گے۔ آپ لوگ انجوائے کرو۔

اس کی بات پر ارسلان جمال سر ہلاتا ہوا کھڑا ہوا اور اس سے الوداعی مصحفہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

جسے زوہان سکندر نے ناچار تھا ما اور سلگتے دماغ کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے اپنا سارا غصہ گاڑی پر نکالا اور سیگریٹ سلگا کر گلاس وال سے نظر آ رہی دیدم پر نظریں جما دیں۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

اس نے اپنی گاڑی ریوس کی اور قدرے نیم اندھیرے گوشے میں پارک کر کے ان دونوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

اسے زیادہ دیر انتظار نہس کرنا پڑا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد اسے وہ دونوں باہر نکلتے نظر آئے۔

دیدم باہر نکلی تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے اس کا استقبال کیا۔

اس نے ایک جھر جھری لی اور اپنے بازو سینے پر باندھ لیے۔

دور سے دیکھتے زوہان سکندر نے اسے کپکپاتے دیکھ لیا تھا۔

اس نے اپنی جیکٹ اتاری اور سامنے سے گزرتے سکیورٹی گارڈ کو وہ جیکٹ اشارے سے دیدم کو دینے کو کہا اور ساتھ میں اسے کچھ کہہ کر دوسو لیر اس کی پاکٹ میں ڈالے۔ وہ لڑکا سر اثبات میں ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

دیدم نے ایک لڑکے کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی۔

قریب پہنچ کر اس نے ایک جیکٹ اس کی طرف بڑھائی۔ میڈم یہ جیکٹ جو آپ کے ساتھ صاحب تھے ان کی رہ گئی ہے۔

اس لڑکے کی بات سن کر اس نے وہ جیکٹ تھام لی اور ارسلان کی طرف بڑھائی تو اس نے دیدم کو وہ پہننے کے لئے بولا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دیم کچھ ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔ لیکن ارسلان کے اصرار پر اس نے جیکٹ پہن لی۔ فلورس کی تیز خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ ایک خوشگوار احساس نے اس اپنے حصار میں لے لیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے خوشبو اپنے اندر اتاری۔

زوہان نے مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی اور ایک خوش کن احساس سے گاڑی گھر کے راستے پر ڈال دی۔

وہ دونوں اس وقت پیڈسٹرین سٹریٹ میں روڈ کے عین درمیان میں چل رہے تھے۔ روڈ کے اطراف میں خوبصورت ہوٹلز، مالز اور انواع و اقسام کے پھول موجود تھے۔

دیم نے اپنے اور ارسلان جمال کے درمیان فاصلہ قائم کرتے ہوئے چل رہی تھی۔ جسے ارسلان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔

اتنی ٹھنڈ میں ارسلان جمال کوٹ کندھے پر ڈالے چل رہا تھا۔ گاہے بگاہے ایک آدھ نظر دیم پر بھی ڈال رہا تھا۔ جو اپنے خیالوں میں کھوئی چل رہی تھی۔

کبھی اس نے بھی چاہا تھا کہ وہ اس شخص کے ہم قدم ایک لمبے سفر پر چلے، لیکن اب جب اس کی یہ خواہش پوری ہو رہی تھی تو وہ دل سے خوش نہیں ہو پارہی تھی۔ دل میں ایک چھین تھی کھودینے کا ڈر تھا۔ جسے وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

سامعہ کیسی ہیں؟ دیدم نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے سوال کیا؟

اس کی بات پر ارسلان جمال نے رک کر اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہا، لیکن ناکام رہا۔
ٹھیک ہے۔

آپکا کنٹیکٹ ہے ان سے؟

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

بہت چاہنے کے باوجود وہ یہ نہیں کہہ سکی کہ ارسلان جمال سب کے ساتھ رابطے میں تھے۔

”لیکن مجھ سے نہیں۔ کیوں؟“

وہ خود ہی کال کر لیتی تھی تو بات ہو جاتی تھی۔ وہ پچھلے تین سال سے امریکہ میں ہی ہے نہ تو ملنا ملنا بھی رہتا ہے۔ ”وہ جیسے اس کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔“

تم نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ کیوں؟

آپ نے بھی تو رابطہ نہیں کیا؟
READERS CHOICE

اسکی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

میری چاچو، چاچی اور رایان سے بات ہوتی رہتی تھی۔ لیکن میں جب بھی کال کرتا تھا۔ تم کبھی سوئی ہوئی تھی، کبھی نماز پڑھ رہی اور کبھی گھر میں ہی نہیں ہوتی تھی۔ پھر میں نے سوچا شاید تم مجھ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتی۔

اس کی اتنی لمبی تمہید پر دیدم نے کن اکھوں سے اسے دیکھا۔

”وہ سوالیہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔“

وہ ایسے دیکھنے پر گڑ بڑاگئی۔ ”نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں تھی؟“ اس کا لہجہ اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

لیکن ارسلان جمال نے اسے پھر سے وہ سوال نہیں کیا۔

”تم ابھی بھی بیڈ میٹن کھیلتی ہو؟“

نہیں اب نہیں کھیلتی۔

”آچھا۔۔۔ کتنے عرصے سے نہیں کھیلا۔“

”سات سال سے۔“

”کیوں۔“

بس دل ہی نہیں کرتا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

”ہممم۔۔۔ میں نے تو ان سات سالوں میں اتنی پریکٹس کی ہے کہ میں سوچ رہا تھا جب تم سے ملوں گا تو اپنی ہار کا بدلہ تولوں گا۔“

مجھے افسوس ہے، اب یہ نہیں ہو سکتا۔

اب مجھے تم سے جیتنا بھی نہیں ہے۔ کبھی کبھی ہارنا، جیتنے سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اس کی آواز گھمبیر ہوئی تھی۔
اب کی بار دیدم خاموش ہی رہی۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے دیدم سے کافی کی فرمائی کی تھی۔
وہ چینیج کرنے روم میں آئی اور بستر پر لیٹتے ہی نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

صبح دس بجے کے قریب اس کی آنکھ کھلی تو چند پل وہ ایسے ہی بستر پر پڑی رہی۔ اسے ارسلان کی رات والی بات یاد آئی تو وہ تیزی سے بستر سے نکلی۔ وہ باہر آئی تو وہ سامنے بنے امریکن سٹائل کے کچن میں کھڑا کافی بنا رہا تھا۔
دیدم شرمندہ سی ہو گئی۔

اس نے ٹراؤزر پر ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ گیلے بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔

اسے دیکھ کر وہ مسکرایا۔ کافی پیو گی؟

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

آپ ہٹیں میں بنادیتی ہوں۔

جی نہیں۔۔۔! میں اب بناچکا ہوں اور ویسے بھی مجھے پتا چل چکا ہے کہ تم کو کنگ میں بالکل ہی اناڑی ہو۔

”آچھا۔۔۔۔۔ یہ آپ کو کس نے بتایا ہے؟“

چاچی نے۔

اماں اور ابا کدھر ہیں؟

”تمہیں نہیں پتا؟“

”کیا؟“

یہی کہ وہ لوگ آصفہ پھپھو کے گھر گئی ہیں۔

”آچھا۔۔۔ اور رایان بھیا؟“

ظاہر ہے وہ بھی ساتھ گیا ہے۔ اس کا ساتھ جانا تو ضروری تھا۔

”ضروری تھا۔۔۔ ان کا جانا کب سے ضروری ہو گیا؟“

جب سے اس نے چاچو اور چاچی کو بتایا ہے کہ وہ زل کچ پسند کرتا ہے تب سے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسر ش فور

کیا۔۔۔۔۔ سچ میں؟

وہ خوشی سے چلائی ی تھی۔

بلکل سچ۔ وہ اس کے چہرے پر پھیلی خوشی کو دل چسپی سے دیکھ رہا تھا۔

وہ جلدی سے رایان کا نمبر ڈائی ل کرنے لگی۔

اس کے چہرے پر پھیلی الوہی چمک کو دیکھ کر ارسلان نے اپنے اور اس کے درمیان موجود فاصلے کو مٹایا اور اس کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا۔ اور نہ جانے کس احساس کے تحت اس نے اپنے لب اس کی پیشانی پر رکھ دیے۔

اس کی اس حرکت سے دیدم اپنی جگہ پر پتھر کی بن گئی۔

جبکہ وہ کافی کا مگ ہاتھ میں لئیے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا تھا۔

دیدم نے بے یقینی سے اپنی پیشانی کو چھوا جہاں ابھی اس کے جلتے لبوں کی تپش وہ محسوس کر رہی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں آئی اور چیلنج کر کے زوہان سکندر کا کوٹ سینے سے لگائے آفس جانے کے لئے باہر نکلی تو سامنے ہی وہ وہ باؤنڈری وال کے ساتھ کافی کے مگ پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔

دیدم کے باہر نکلنے پر اس نے اس کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں ٹکرائی اور پھر دونوں نے ہی نظریں چراہی۔

وہ بھی ادھر ادھر دیکھے بغیر گیٹ عبور کر گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسر ش فور

ارسلان جمال کے دماغ میں کافی دیر تک اس کی ہیل کی ٹک ٹک سنائی دیتی رہی۔

وہ آفس پہنچی تو خلاف معمول آج آفس میں بہت چہل پہل تھی۔ آفس کو سجا یا جارہا تھا۔ اسے اس سب سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ وہ جیکٹ لئی دے دستک دے کر زوہان کے روم میں داخل ہوئی تو کی بورڈ پر تیزی سے چلتی زوہان کی انگلیاں ایک پل کے لئی تھمی تھی۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ انہماک سے اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔

”سر۔۔۔ کی آواز پر اس نے رخ موڑے صرف ”مممم“ کہنے پر اکتفا کیا۔

سرکل آپ اپنی یہ جیکٹ ہوٹل میں ہی بھول آئے تھے۔ میں یہ آپ کو لوٹانے آئی ہوں۔

اس کی ضرورت تو نہیں تھی۔۔۔ مسز دیدم جمال بٹ چلیں آپ لے آئیں ہی تو یہاں رکھ دیں۔

دیدم نے آگے بڑھ کر اس کے قریب موجود چئی پر جیکٹ رکھی اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

اس کے نکلنے ہی زوہان سکندر نے سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

چند پل کے بعد اس نے وہ جیکٹ اٹھائی اور اسے کچھ دیر دیکھتے رہنے کے بعد اس پر اپنے لب رکھ دیئے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

قدرت نے انسان کی تخلیق میں جذبات کا عنصر بھی شامل کیا ہے۔ کوئی ی بھی انسان اس سے خالی نہیں ہوتا۔ بس کچھ لوگ ان پر قابو نہیں رکھ سکتے اور کچھ لوگ ان پر قفل ڈال کر خود ہی ٹوٹنے لگتے ہیں۔

زوہان سکندر کے اندر ایک جنگ شروع ہو چکی تھی۔ وہ اپنا آپ اس پر عیاں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا یہ سب غلط ہے۔ وہ کسی کی منکوحہ ہے اور زوہان سکندر کی دسترس سے بہت دور، کیونکہ وہ اتنا تو سمجھ چکا تھا کہ وہ اس رشتے میں بہت خوش ہے۔

وہ پہلی لڑکی نہیں تھی جس کے ساتھ وہ کام کر رہا تھا۔ اس نے مخلوط نظام میں کہیں سال گزارے تھے۔ ایک مدت سے وہ عورتوں کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ اور ہمیشہ اس نے اپنے اور ان کے درمیان ایک فاصلہ قائم کر رکھا تھا۔ لیکن دیدم کمال کو دیکھ کر وہ زندگی میں پہلی بار کمزور پڑنے لگا تھا۔ اس کے دل میں نہ چاہتے ہوئے بھی دیدم کے لئیے جذبات سراٹھانے لگے تھے۔

”کیا سوچ رہے ہو؟“ وہ اپنے خیالوں میں مگن اپنی بدلتی ہوئی حالت پر غور کر رہا تھا۔

مصطفیٰ سکندر ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا مے کھڑے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

”کچھ بھی تو نہیں۔“ ان کی آواز پر چونک کر اس نے بات بنائی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش نور

”دیرم کے متعلق سوچ رہے ہونہ؟“ دودھ کا گلاس اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن انہوں نے اسے ٹوک دیا۔

”مجھ سے جھوٹ مت بولنا! میں تمہاری ماں نہیں ہوں لیکن میں نے تمہاری ایک ماں کی طرح پرورش کی ہے۔“ دادا جی آپ۔۔۔۔“ وہ کچھ بھی نہیں کہہ پایا۔

”تم اسے بھول جاؤ۔“ اس کا ہاتھ تھامے انہوں نے بہت محبت سے کہا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلاتے نچلا لب کاٹا۔

اس نے تم سے کچھ کہا تھا؟

”کچھ کہا ہی تو نہیں ہے۔“ وہ مایوسی سے بولا۔

کہنے سے زیادہ اہم رویہ ہوتا ہے۔

اس نے ایک لمبی سانس لی اور بیڈ کراؤن کے ساتھ سر ٹکا دیا۔

تم جتنی جلدی اس بات کو قبول کر لو اتنا ہی تمہارے لئیے آچھا ہے۔ وہ تمہاری کبھی تھی ہی نہیں۔ وہ بہت خوش نصیب شخص ہے جس کی قسمت میں خدا نے وہ لڑکی لکھی ہے۔ لیکن تم وہ نہیں ہو۔

کبھی کبھی دل کی نہ مان کر آچھا ہوتا ہے۔ تم بھی اپنا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دو۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

وہ سر جھکائے ان کی سنتا رہا۔

وہ اس کے بالوں کو سہلاتے دوستانہ انداز میں بولے اور اس کے ماتھے پہ بوسہ دے کر اسے جلد سونے کی تاکید کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور وہ سوچ کے سمندر میں غرق ہو گیا۔ اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش سے پیچھے ہٹنا تو بہت ہی مشکل امر تھا۔ اور وہ فیصلہ نہیں کر پار ہا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔۔۔

ارسلان جمال، کمال صاحب اور رایان آج سلمان صاحب کی طرف آئے ہوئے تھے۔

آج زمل اور رایان کی بات چکی ہوئی تھی۔ زہرہ خاتون، زمل، دیدم اور زمل کی والدہ مریم خاتون اس وقت کچن میں بڑی تھیں۔

دیدم تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد زمل کو تنگ کر رہی تھی۔

دیدم دونوں دونوں ٹانگیں لٹکائے کچن کاؤنٹر پر بیٹھی پاس پڑے پستے اور بادام سے انصاف کر رہی تھی۔ جبکہ باقی تینوں خواتین کام میں مصروف تھیں۔

ویسے ممائی یہ دیدم آج کل کچھ زیادہ ہی پیاری نہیں لگ رہی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش نوسر

زل کی بات پر اس کامنہ کو جاتا تھا اسنے واپس گود میں رکھ لیا اور اپنے ناخنوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔

بدلے بدلے سے میرے سرکار نظر آتے ہیں۔ مجھ کو تو عشق کے آثار نظر آتے ہیں۔

دیدم کے گال دہک کر لال انگارہ ہو گئی۔

کچن کے دروازے میں کھڑے ارسلان جمال کے دل نے ایک بیٹ مس کر دی تھی۔

”ارسلان بھائی کی کچھ چائی بے تھا۔“

زل کی نظر اس پر پڑی تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا اور آگے بڑھ کر دیدم کا موبائی ل اس کی طرف بڑھایا۔

یہ تمہارا موبائی ل چاچو کے پاس تھا۔ کسی کی کال آرہی تھی۔

اس سے موبائی ل لیتے ہوئے دیدم کی انگلیاں اس کی انگلیوں سے مس ہوئی تھیں۔ اور دیدم نے جلدی سے اپنا

ہاتھ کھینچ لیا، اور ساتھ ہی اس کا موبائی ل بجنے لگا۔

زوہان سکندر کا نام دیکھ کر اس نے حیرانگی سے کال ریسیو کی اور باہر صحن میں نکل آئی۔

کال ریسیو ہوتے ہی دوسری طرف سے اس کی خیریت معلوم کی گئی تھی۔ اس نے موبائی ل کان سے ہٹا کر

اسے گھورا۔

میں سمجھتا م سوچکی ہوگی؟

Page 55 of 130

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسر ش فور

”اتنی جلدی نہیں سوتی میں۔“ اس نے برجستہ کہا تھا۔

”مجھے تم سے کچھ کہنا ہے؟“

لیکن تم برا تو نہیں مانو گی۔

برامانے والی بات ہوئی تو برا تو مانوں گی۔

اس کی بات پر اس نے دانت پیسے۔

-

”آچھا۔۔۔ ایک بات بتاؤ، مجنوں، رانجھا اور فرہاد جو عشق میں امر ہو گئے۔ ان کے بارے میں تمہارا کیا

خیال ہے؟“

”وہ تو سب افسانوی باتیں تھیں۔ کہنے کی حد تک ہی تھا سب کچھ، حقیقت میں آج کل کون کس کے لئے جان

دیتا ہے؟

میں دے سکتا ہوں جان تمہارے لئے۔

READERS CHOICE

اس کی بات پر وہ چپ ہو گئی۔ وہ بولی تو اسے اپنی آواز ہی بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔

”آپ جانتے ہیں کیا کہہ رہے ہیں؟“

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

جی جانتا ہوں؟ سب کچھ جانتا ہوں۔۔ یہ بھی کہ تم میری نہیں ہو سکتی لیکن میں زندگی کہ کسی موڑ پر پچھتا نا نہیں چاہتا۔ اس لئیے سوچا ایک ٹرائی کرنے میں کیا حرج ہے۔

حرج ہے کیونکہ میں اپنے جملہ حقوق کسی اور کہ نام کر چکی ہوں۔

لیکن مجھ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی تیز آواز پر وہ بھی غصہ ہو گیا۔

اگر میں چاہو تو ابھی اسی پل تم میری ہو سکتی ہو۔ لیکن میں تمہیں تمہاری مرضی سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

تمہاری خوشی میں میری خوشی ہے اور اگر تمہاری خوشی وہ شخص ارسلان جمال ہے تو میں راستے میں نہیں آؤں گا۔

اور دیدم کی سنے بغیر اس نے کال کٹ کر دی تھی۔

وہ کال بند کر کے مڑی تو اپنے پیچھے ارسلان جمال کو کھڑا پایا۔

وہ اندازہ نہیں کر سکی کہ وہ کب سے وہاں کھڑا ہے۔

وہ موبائی ل ہاتھ میں لئیے عجب کشمکش میں اپنے پاؤں کو دیکھنے لگی۔

تبھی اس نے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ اور گولڈ کی ایک بے حد نفیس سی انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈالی۔

ہماری منگنی نہیں ہوئی تھی اسے تم اپنی انگلیجیمینٹ رنگ سمجھ لو۔

وہ لودیتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جذبات کا ایک سمندر تھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

میں کل پاکستان جا رہا ہوں۔ میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ میں جلد سے جلد رخصتی چاہتا ہوں۔

اس کی بات پر دیدم کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔ اس کی محبت کو کاملیت مل گئی تھی۔ دوطرفہ پیار خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہوتا ہے اور وہ اس تحفے سے نوازی گئی تھی۔ وہ خوش تھی بہت خوش اسے لگ رہا تھا وہ ہواؤں میں اڑ رہی ہے۔

لیکن وہ اپنے مستقبل سے بے خبر تھی۔ آنے والا وقت اس کے لئی بے بہت کڑا ثابت ہونے والا تھا۔ ہر محبت کرنے والا کو محبت کا خراج ادا کرنا ہوتا ہے۔ اسے سود سمیت ادا کرنا تھا۔

حسین زندگی ہے

حسین راہیں ہیں

تم اور میں ملے ہیں

نصیبوں کی صدائیں ہیں۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

وہ اپنے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں موجود انگوٹھی پر نظریں ٹکائے مسکرائے جارہی تھی۔
جب ارسلان جمال نے اس کے قریب آکر رکھا۔ وہ انگوٹھی سے نظر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔
”بات سنو۔۔۔! لڑکیاں مجھے دیکھ کر اسپیل باؤنڈ ہو جایا کرتی ہیں، اسلئیے خیال رکھنا۔“
”توبہ اتنا غرور۔۔۔۔۔؟“

”ہمم۔۔۔ بابا کہتے ہیں مجھ پر غرور سجتا ہے۔ وہ اسے یقین دلارہا تھا۔

صبح کہتے ہیں غرور تو سجتا ہے آپ پر۔

بڑے آرام سے مان گئی ہو۔

وہ جواب تو دینا چاہتی تھی لیکن تبھی زہرہ خاتون نے ان دونوں کو بلا لیا کہ وہ بھی آکر زمل سے مل لیں۔

تبھی وہ دونوں چلتے ہوئے زمل اور رایان کے دائیں بائیں بیٹھ گئیے۔ اور رسم کے مطابق دونوں کو
مشہائی کی کھلائی۔

تبھی زمل کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی پر گئی۔
READERS CHOICE

دیدم۔۔۔۔۔ واؤ کتنی پیاری رنگ ہے۔

اس کی بات پر زہرہ خاتون اور مریم خاتون بھی ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

زہرہ خاتون نے بھی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی دیکھی اور سوالیہ نظروں سے دیدم کو دیکھا۔
جس پر اس نے نظریں جھکا لیں۔

زہرہ خاتون نے ایک نظر ارسلان کو دیکھا جس نے انہیں آنکھ سے اشارہ کیا، اور زہرہ خاتون نے ایک سرشار سی نظر دیدم پر ڈالی۔

ارسلان نے اس ایک ہفتے میں ان کے سارے خدشات ختم کر دیئے تھے۔ اور وہ مطمئن ہو گئی تھی۔
جبکہ دیدم کمال کہیں اور ہی پہنچی ہوئی تھی۔

سات سال پہلے کی بہت ساری تکلیف دہ یادوں میں سے ایک اور یاد اس کے ذہن کے دریچوں میں جھلملائی تھی۔
وہ اسے لے کر اپنے دوستوں کی طرف سے دی گئی پارٹی میں لے کر گیا تھا۔

ارسلان جمال نے تو شاید اسے نظر بھر کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اور وہ نہس جانتی تھی کہ ارسلان جمال کے دوستوں میں
سامعہ چوہدری بھی شامل ہے۔

یہ نکاح کے بعد اس کی سامعہ چوہدری سے پہلی ملاقات تھی۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

ٹرینڈی سے فراک میں دوپٹے سے آزاد بہترین میک اپ کیے دیدم کمال نے تو سب کو ہی امپریس کر دیا تھا ماسوائے ارسلان جمال کے۔ جبکہ سامعہ چوہدری تو اسے دیکھ کر ایک پل کے لئیے حیران رہ گئی۔ اس کے سامنے تو کچھ دن پہلے والی ٹین ایجر دیدم کمال تھی۔ لیکن یہاں تو وہ یکسر بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔

جبکہ دیدم ہی جانتی تھی کہ یہ ڈریسنگ اور میک اپ اس کی ماں کا ہی کمال تھا۔ اس کی تو اس سب میں زیر و پر سینٹ بھی دل چسپی نہ تھی۔

سامعہ چوہدری کو مقابلہ سخت ہونے کا امکان صاف نظر آ رہا تھا۔

وہ ایک سائیڈ پر رکھی چچی ریز پر بیٹھ گئی۔ تبھی ارسلان کا دوست رافع اس کے پاس آ کر بیٹھا تھا۔ تبھی ایک سائیڈ پر بیٹھے ارسلان کے دوستوں نے سیٹی بجا کر زو معنی انداز میں اسے دیکھا تھا۔ دیدم نے مڑ کر ارسلان کی جانب دیکھا تھا پھر اسے محسوس ہوا ارسلان نے انہیں کچھ کہا ہے یا آنکھوں ہی آنکھوں میں ٹوک دیا ہے۔ اسے ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں آئی لیکن کچھ غلط محسوس ہوا تھا۔

کھانے کے دوران سامعہ چوہدری اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

کیسی ہو تم؟ جانتی ہو ارسلان تم سے نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر اپنے بابا کے آگے مجبور ہو گیا تھا۔۔۔

لیکن اس نے مجھے بتایا ہے کہ شاید تم بھی اس شادی سے راضی نہیں ہو۔ تو میں نے ہی اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ تمہیں

یہاں لے آئے۔۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

دیدم ایک لمحے کے لئیے تو اپنی جگہ پر جم سی گئی۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ اس لمحے کس طرح ری ایکٹ کرنا چاہیے۔

اور وہ ابھی اس حملے سے سنبھلی نہ تھی کہ ارسلان جمال چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔
”میرے دوست ملنا چاہتے ہیں تم سے۔“

اس کا کہا جملہ کانوں میں گونجا اور اب اسے سامعہ کی آواز آرہی تھی میں نے ہی ارسلان کو مشورہ دیا تھا کہ وہ تمہیں یہاں لے کر آئے اور فاران، روحان وغیرہ سے ملائے تاکہ تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور تم اپنے والدین کو بتا سکو کہ تم ارسلان سے نہیں بلکہ کسی اور سے محبت کرتی ہو۔

اس کا دل جیسے بند سا ہونے لگا۔ اس کا ایک دم سے ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔ وہ تھکے قدموں سے پلیٹ لئیے آگے بڑھی۔

واپسی کے سفر میں وہ بالکل خاموش تھی۔

ارسلان جمال کا چہرہ اپنی کامیابی کے زعم میں چمک رہا تھا۔

کیا سوچ رہی ہو! کیسے لگے تمہیں میرے دوست! کچھ تو بولو۔

وہ ایک نظر اسے دیکھتا تھا اور دوسری نظر سڑک پر ڈالتا تھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

پھر جیسے دیدم کمال کا صبر جواب دے گیا۔

یہ سب کیا تھا؟ اس کے لہجے میں برف سے زیادہ سرد مہری تھی۔

کیا۔۔۔ کیا ہوا؟ وہ حیران سا ہوا تھا۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی کہ اپنے دوستوں کے سامنے مجھے پیش کریں۔ آپ کو میری عزت کی پروا نہیں ہے تو کم از کم اپنی عزت کی پروا ہی کر لیتے۔ آپ کو حق کس نے دیا ہے کہ مجھے اپنے دوستوں کی پارٹی میں بلا کر سوئی مبر رچاؤ۔ وہ ایک ایک لفظ ادا کرتے ہوئے جیسے ارسلان جمال کو چبار ہی ہو۔ ارسلان جمال کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

”کیا بک رہی ہو۔ میں نے کس کے سامنے پیش کیا ہے تمہیں۔ سوئی مبر۔۔۔۔۔؟ کیا بکواس ہے۔ ایسا تو کبھی سوچا بھی نہیں میں نے۔ اور یہ سوئی مبر۔۔۔۔۔ ہوتا کیا ہے۔؟ وہ نہایت برامان کر بولا تھا۔ یہ بات تو آپ اپنی کزن سامعہ چوہدری سے پوچھیں۔ وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔

”اس کو انوالو کرنے کی ضرورت نہیں اپنا معاملہ اپنی ذات تک محدود رکھو۔“ ارسلان جمال نے غرا کر کہا۔ دیدم کے چہرے پر استہزایہ مسکراہٹ چمکی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

کیوں برا لگ رہا ہے نہ۔ ایسے ہی مجھے بھی برا لگا ہے۔ افسوس ہو رہا ہے کہ میں کیوں آئی ی آپ جیسے شخص کی زندگی میں۔

مجھے نفرت ہو رہی ہے خود سے۔

”یہ بات تو پہلے سوچنی چائی ہے تھی۔ میں کوئی زبردستی اغوا کر کے نہیں لایا تمہیں۔“

دیدم کمال نے افسردگی سے اسے دیکھا۔ اور پھر ان دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

اس کے بعد وہ امریکہ جانے سے ایک دن پہلے اس کے پاس آیا تھا۔

زل اس کا کندھا ہلا کر کچھ کہہ رہی تھی۔

دیدم نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

یار دیدم مانا کہ تمہارے ارسلان جمال بہت خوبصورت ہیں لیکن یہ تم بھری محفل میں انہیں اتنا بے خود ہو کر نہ

دیکھو کہ تمہیں اپنے آس پاس کا ہی ہوش نہ رہے۔۔۔

جبکہ ارسلان جمال بظاہر تو رایان سے باتیں کر رہا تھا لیکن اس کا سارا دھیان سامنے بیٹھی دیدم جمال پر تھا۔ جو ٹکٹکی

باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

آج وہ واپس جا رہا تھا۔ وہ پینک کر رہا تھا جب وہ دستک دے کر وہ روم میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھ کر اس کے تیزی سے چلتے ہاتھ رک گئی۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر اس حسن کی مورت کو دیکھنے لگا۔ وہ کنفیوژسی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

”کچھ کہنا ہے تمہیں۔“ ارسلان جمال نے اس کی مشکل آسان کی۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور رنگ اتار کر اس کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی۔ میں آپ سے یہ نہیں لے سکتی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔ ”وجہ پوچھ سکتا ہوں۔“

۔ ”نہیں۔“ وہ تیزی سے بولی۔

میں اس کا کیا مطلب سمجھوں؟

وہ خاموشی سے پلٹ گئی۔ جب اسے پیچھے سے اس کی آواز آئی۔

پھانسی کی سزا پانے والے کو اپنا قصور بھی تو معلوم ہونا چاہیے۔

وہ بہت اعتماد سے پلٹی تھی۔

محبت کے بغیر تو زندگی گزر سکتی ہے لیکن عزت کے بغیر انسان نہیں جی سکتا۔

اور تمہیں لگتا ہے میں تمہاری عزت نہیں کرتا۔

Page 65 of 130

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

آگے آپ سمجھدار ہیں۔ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔

شادی کرنا مشکل نہیں ہوتا، اسے نبھانا مشکل ہوتا ہے۔

وہ اپنی کہہ کر رکی نہیں اور اپنے کمرے میں چلی آئی اور پھر زہرہ خاتون نے اس کے کمرے کے کہیں چکر لگائے لیکن وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی لیکن باہر نہیں آئی۔

ارسلان نے جاتے جاتے زہرہ خاتون اور کمال احسن کو بتا دیا کہ وہ اب رخصتی چاہتا ہے۔ دیدم کمال سے دستبردار ہونا اس کے بس میں نہیں تھا۔

رایان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بھی اس نے ایک آخری نظر مین ڈور پر ڈالی کہ کاش وہ اسے جانے سے پہلے ایک آخری بار دیکھ لے۔

وہ چلا گیا تھا اور دیدم کمال کا سکون بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

اس نے زوہان سکندر کے ہاں سے جاب چھوڑ دی تھی۔ یہ جانے بغیر کہ زوہان سکندر ترکی چھوڑ کر امریکہ شفٹ ہو چکا ہے۔ اس نے ایئرپورٹ پر سے ایک آخری بار دیدم کمال کو کال کی تھی۔ لیکن اس نے کال ریسپونڈ نہیں کی۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

وہ اس ایک مسیح کو کہیں بار پڑھ چکی تھی۔ مختصر الفاظ میں اپنی صفائی پیش کی گئی تھی۔ وہ الفاظ اس پر کسی جادو کی طرح اثر کر رہے تھے۔ وہ دل اور انا کی جگہ میں فیصلہ ہی نہیں کر پار ہی تھی۔

اس نے ایک بار پھر مسیح کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اتارا۔

دیدم ارسلان جمال۔۔۔۔۔! تم میری سانسوں میں بستی ہو۔ میں تمہارے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے لگ رہا ہے تم ابھی بھی ماضی میں جی رہی ہو۔

میرے اور سامعہ کے درمیان کبھی بھی کچھ بھی نہیں تھا۔ ہاں مجھے ایک کزن کی حیثیت سے وہ مجھے پسند تھی۔ وہ ایک ڈسینٹ لڑکی تھی۔ میرے اور اس کے شوق ملتے جلتے تھے۔ وہ کسی بھی ٹاپک پر سیر حاصل بحث کرتی تھی۔ لیکن اپنی لائی ف پارٹنر کے حوالے سے میں نے اسے کبھی نہیں سوچا۔

میں جب یونیورسٹی میں تھا تبھی مجھے بابا نے بتادیا تھا کہ ارسلان یونیورسٹی تو جا رہے ہو لیکن اپنے دل اور دماغ میں ایک بات بٹھالو کہ میں اپنے بھائی سے وعدہ لے چکا ہے۔ تمہاری زندگی میں صرف دیدم ہی شامل ہوگی۔

تب میں نے بابا سے بہت بحث کی تھی۔ کہ تم مجھ سے بہت چھوٹی ہو۔

لیکن انہوں نے میری ایک بھی نہ سنی۔ ”تب میں نے ان سے کہا تھا کہ اگر دیدم کی زندگی میں کوئی اور آگیا تو“ اس بات پہ وہ خاموش ہو گئی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

اور یہاں سے ہی میرے اندر ایک ضد پیدا ہو گئی۔ پھر جب تم لوگ پاکستان آئے تھے تو بابا نے جب نکاح کی بات کی تو میں نے بغیر سوچے سمجھے ان سے کہہ دیا کہ میں سامعہ کو پسند کرتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں تم نے ہماری وہ ساری باتیں سن لی تھیں۔ میں نے تمہیں سیڑھیوں سے اوپر جاتے دیکھ لیا تھا۔

اس رات پارٹی میں میں تمہیں اپنے دوستوں سے اپنی منکوحہ کے طور پر ملانا چاہتا تھا، لیکن نہ جانے تمہیں کیا ہوا اور تم ناراض ہو کر جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اور پھر تم نے مجھ سے وہ باتیں کی جس سے مجھے بھی غصہ آ گیا۔ اور پھر تمہارے اور میرے درمیان وہ غیر ضروری بحث ہوئی۔

میں نے جانے سے پہلے تمہیں اسی لئیے کہا تھا کہ میں تمہیں آزاد کردوں گا کیونکہ مجھے لگا شاید تم کسی کو پسند کرتی ہو۔

پھر میرا واپس پاکستان جانے کو دل نہیں کرتا تھا۔ میں نے تم سے رابطہ اس لئیے نہیں کیا کہ کہیں تم مجھ سے آزادی کا پروانہ نہ مانگ لو۔

پھر پورے سات سال کے بعد جب آج سے ایک ہفتہ پہلے میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے لگا اب تو میں تمہارے چاہنے پر بھی تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی لئیے میں پاکستان جا رہا ہوں۔ ماں اور بابا سے رخصتی کی بات کرنے میں نے چاچا اور چاچی سے بھی بات کر لی ہے۔ میں اس وقت ایئر پورٹ سے تمہیں میسج کر رہا ہوں۔ اب ملاقات رخصتی کے بعد ہی ہوگی۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

دیم کمال کو لگ رہا تھا وہ کسی بوجھ سے آزاد ہوگئی تھی۔ اس نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

وہ لوگ اس وقت اسلام آباد

ایئرپورٹ کے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ انہیں لینے جمال صاحب ڈرائیور کے ساتھ خود آئے تھے۔

دیم کو دیکھ کر وہ بھی دنگ رہ گئی۔ بلیک کلر کے قمیض شلوار پر بلیک کلر حجاب لئیے وہ انہیں سنجیدہ سنجیدہ سی انہیں پہلے سے بھی پیاری لگی تھی۔

”ارے ہماری بیٹا تو اور پیاری ہوگئی ہے۔“ ان کی بات پر رایان آنکھیں پھاڑ کر دیم کو دیکھنے لگا۔

تایا ابو۔۔۔ ہمیں تو ویسی کی ویسی چڑیل ہی نظر آرہی ہے۔ یہ آپ کو کہاں سے پیاری لگ رہی ہے؟؟

اس کی بات پر دیم نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں چھوٹی کر کے دانت پیستے ہوئے رایان کو دیکھا۔

”جس کے چہرے پر شرارت کھیل رہی تھی۔“

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

رایان بھیا آپ بس زمل سلمان پر فوکس کریں۔ یہ تو آپ کی صحبت میں مونسٹر بنتی جا رہی ہے۔

”کیا مطلب میری صحبت میں۔ وہ برامانتے ہوئے بولا۔“

”بس وہ کہتے ہیں نہ جیسی روح ویسے فرشتے۔“

اور پھر ان سب کی نوک جھونک میں پتہ ہی نہیں چلا کب وہ لوگ گھر پہنچ گئے۔

تائی ی بس لیے دئیے سے انداز سے ملی تھیں اور پھر سردرد کا بہانہ بنا کر وہاں سے چل دیں۔

وہ لوگ کھانا کھا کر لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ جب جمال صاحب کے سیل فون پر ارسلان جمال کی کال آئی ی تھی۔۔۔

وہ ایک اہم میٹینگ کے لئیے دبئی گیا ہوا تھا۔

دیدم کمال کاہر عضو سماعت بن گیا۔ اس نے سب سے بات کی تھی۔ وہ انتظار ہی کرتی رہ گئی کہ وہ اس سے بات کرے گا۔ اس نے کسی سے بھی اس کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ وہ اس سے ناراض تھا اور دیدم کمال کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔

وہ باہر صحن میں نکل آئی۔ آسمان پر چاند اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔ اسلام آباد کی ٹھنڈک کو اس نے لمبے لمبے سانس لے کر اپنے اندر اتارا۔ اسے یہاں کی راتیں بہت اچھی لگتی تھیں۔ اس نے اپنی شال اچھی طرح سے

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فوسر

اپنے گرد لپیٹی اور دونوں بازؤں سینے پر باندھ لئی۔ تبھی اسے کے کوٹ کی اندرونی پاکٹ میں موجود اس کا موبائل تھر تھرایا۔

اس نے ٹٹول کر موبائل نکالا۔۔۔۔۔ سامنے موجود نمبر دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال ریسو کر کہ موبائل کان سے لگایا۔

اس نے دھیمی سی آواز میں سلام کیا۔ دوسری طرف موجود شخص کی سانسوں کی آواز آرہی تھی۔
تھوڑی دیر کے بعد اس کی گھمبیر آواز گونجی۔ ”کیسی ہو؟“

”ٹھیک ہوں۔“

”آپ کیسے ہیں۔“

”میں بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں۔“

”کیوں۔۔۔ کیا ہوا ہے؟؟“

تمہارے بغیر میں ٹھیک کیسے ہو سکتا ہوں۔
READERS CHOICE

اس کی بات پر دیدم کمال کے گال دھک اٹھے۔ وہ خاموش ہوگئی۔

دیدم۔۔۔۔۔ ماؤ تھ پیس سے اس کی آواز سرگوشی میں ڈھلی ہوئی ابھری تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

”تم مجھے سن رہی ہو؟“

”جی“ اس نے یک لفظی جواب دیا۔

دیدم میرا انتظار کرنا۔ میں جلدی لوٹ آؤں گا۔ ٹھیک ایک ہفتے کے بعد آج ہی کے دن تم میرے روبرو ہوگی۔ بس تب تک انتظار کرو۔ اور میں تب تک تمہاری تصویریں دیکھ کر گزارا کرتا ہوں۔ ”وہ بے چارگی سے بولا۔“

دیدم اس کے انداز پر ہنس دی۔

ایسے ہی ہمیشہ ہنستی رہو، کال رکھتا ہوں۔ خدا حافظ۔

فی امان اللہ

آج اس کی مہندی کی تقریب تھی۔ مہندی کی تقریب گھر میں ہی منعقد کی گئی تھی۔ گھر کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

ارسلان جمال۔۔ آج ہی کے دن پہنچا تھا۔ دیدم کمال تک ابھی تک اس کی رسائی نہیں تھی۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

وہ اس وقت لیمن کلر کے جوڑے میں میرون دوپٹہ سر پر ٹکائے، ہاتھوں میں گجرے پہنے، پھولوں سے بنے زیور پہنے آسمان سے اتری کوئی ی پری لگ رہی تھی۔ تائی رابعہ کا رویہ بھی ٹھیک تھا۔ وہ ہر رسم میں شریک ہوئی تھیں۔ دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں ڈالی گئی تھیں۔

مہندی کی خوشبو چاروں اور پھیلی ہوئی تھی۔

اور پھر دیدم کمال کی نظر سامنے اٹھی اور پلٹنا ہی بھول گئی۔۔۔ لیمن کلر کے کرتے پر وائیٹ چادر شانوں پر ٹکائے وہ اعتماد سے چلتا ہوا سٹیج کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کی نظروں کی تپش نہ لاتے ہوئے دیدم نے نظریں جھکا لیں۔ وہ بہت استحقاق سے اس کے بائیں جانب آکر بیٹھا تھا۔

سب ایک ایک کر کے رسم ادا کرنے لگے۔ سب سے پہلے رابعہ خاتون نے مہندی لگا کر رسم کا آغاز کیا۔ سب سے آخر میں سامعہ چوہدری آئی تھی۔

ارسلان جمال نے اس کی آنکھوں میں دیدم کے لئیے ایک ان دیکھی نفرت دیکھی۔ اور اسے دکھانے کے لئیے دیدم کے کان کے قریب جھک کر کچھ کہا جس پر وہ کان کی لہوؤں تک سرخ ہو گئی۔

سامعہ چوہدری۔۔۔۔۔ کے اندر چنگاریاں سی بھر گئی۔ اس نے ارسلان جمال کے ساتھ کے خواب دیکھے تھے۔ لیکن یہ خواب آج ادھورے رہ گئے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسر ش فور

اور پھر ایک آخری رسم ادا کی گئی جو کہ خالصتاً زل کے دماغ کا فتور تھا۔

ارسلان بھائی ی۔۔ آپ دیدم کے ہاتھوں کی مہندی میں اپنا نام تلاش کریں۔ اس نے دیدم کی ہتھیلیاں ارسلان کے سامنے کیں۔

اور ارسلان جمال کی دلی مراد بھر آئی ی۔۔ اسے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ساتھ ہی اپنا نام نظر آ گیا تھا۔ اس نے مسکراتے اس پر انگلی رکھی۔ اور دیدم کے قریب ہو کر بولا۔

دیدم کمال۔۔ مجھے اس کے بدلے میں کچھ چائی ہے۔

”کیا؟“ اس نے سوالیہ نظروں سے ارسلان کی طرف دیکھا۔

رسم کے بعد اپنے کمرے کا دروازہ کھلا رکھا۔ پھر روبرو ہی بتاؤں گا کہ کیا؟

ارسلان بھیا یہ چیٹنگ ہے آپ دیدم سے بھری محفل میں کیا سرگوشی کر رہے ہیں۔

اے زل کی بچی۔۔ چپ رہو۔ یہ ہم میاں بیوی کی اپنی بات ہے۔

آچھا۔۔ دیدم صاحبہ آپ نے ابھی سے ہی پارٹی بدل لی۔

وہ تمہاری پارٹی میں تھی ہی کب؟

ہممم یہ بھی ہے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دیدم کی تھکاوٹ کا احساس کرتے ہوئے ارسلان نے زمل کو اسے وہاں سے لے جانے کے لئیے کہا۔

دیدم زمل کا ہاتھ پکڑ کر سیٹج سے نیچے اتر رہی تھی۔ جب سیٹج پر جلتے چراغوں پر دیدم کا دوپٹہ آگیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے آدھے سے زیادہ دوپٹے نے آگ پکڑ لی۔

سب سے پہلی نظر ارسلان کی ہی گئی اور وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دیدم سے دوپٹہ کھینچ کر دور پھینکا اور خود اس کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ ننگے سر کسی کی اس پر نظر نہ پڑے۔

سب ششدر سے دور پڑے دوپٹے کو جلتا دیکھ رہے تھے۔

ارے یہ کیا اب شگون ہو گیا ہے۔

یہ آچھا نہیں ہوتا۔ یہ لڑکی منحوس نہ ہو۔ دیکھو اس کا سارا دوپٹہ ہی جل گیا۔

ارسلان جمال نے جس طرف سے یہ آوازیں آرہی تھی۔ اس طرف ایک قہر بھری نظر ڈالی۔ اور روتی دھوتی دیدم کو بانہوں کے حصاروں میں وہاں سے لے گیا۔

کمرے میں پہنچنے تک اس نے رورو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔ ارسلان اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔ اسے بیڈ پر بٹھا کر اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اپنے لبوں سے اس کے سارے آنسو چن لئیے۔ اس کی اس حرکت پر دیدم کمال اپنی جگہ پر ساکت رہ گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

اسے ساکت و جامد ہوتا دیکھ کر اس کی حس شرارت پھڑکی اب اگر تم روئی نہ تو تمہارے آنسو کے ایک ایک قطرے کے ساتھ میری جسامتیں بڑھتی جائیں گی۔ اس کے دیکھنے پر ارسلان جمال نے ایک آنکھ دبا کر مسکرا دیا۔ اس نے وارڈروب سے اس کے کپڑے نکالے اور اس کی طرف بڑھائے۔ ”جاؤ چینج کر لو۔“

دیدم خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

چینج کرو گی۔ یا یہ کام بھی میں خود ہی کر دوں۔

اس کی بات پر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس کے ہاتھ سے کپڑے لے کر واشروم میں بند ہو گئی۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ ہونٹ بھیچے کھڑا رہا۔

وہ باہر آئی تو اس کی نظروں سے گبھرا کر دروازے کی سمت مڑی۔ میں اپنے کمرے میں چلتی ہوں۔ میڈم اب آپ کا کمرہ یہی ہے۔۔۔

نہیں ارسلان ہماری رخصتی کل ہے۔

اس کی بات پر وہ مسکرایا۔۔۔ پاگل لڑکی تم یہی رہو میں کہیں اور جا کر سو جاؤں گا۔ اور پھر اسے بیڈ پر لیٹا کر بلنکیٹ اوڑھا کر وہ باہر نکل آیا۔

اس کا رخ اپنی ماں کے کمرے کی طرف تھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

آدھی رات کو اس کی آنکھ کھلی تو وہ پسینے میں شرابور تھی۔ اس نے بہت بھیانک خواب دیکھا تھا۔ وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں کانچ کے ٹکڑوں پر بھاگ رہی تھی۔ اس کے آس پاس گھپ اندھیرا تھا۔ اور پھر وہ ایک گہرے کنوئیں میں گرنے لگتی ہے۔ لیکن پھر اسے محسوس ہوتا ہے جیسے اسے کوئی یوپی کی طرف کھینچ رہا ہو۔ پھر اسے سفید روشنی کی لکیر نظر آئی اور اس میں اسے بچانے والے شخص بھی لیکن وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکی۔ اس کی نظر اس کے ہاتھ پر ہی تھی۔ اس کی کلائی پر کالے رنگ کا دھاگہ باندھا تھا اور اس سے تھوڑا سا اوپر گہرے زخم کا نشان تھا۔ جیسے شیشے سے اسے کاٹا گیا ہو۔

اس کا سارا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ اس نے وقت دیکھا تو صبح کے چار بج رہے تھے۔ وہ سر پر اس کا رفلپسٹی واش روم میں گئی اور تھوڑی دیر کے بعد وضو کر کے لوٹی جائے نماز بچھا کر اس نے نیت باندھ لی۔ وہ خواب ابھی بھی اس کے حواسوں پر چھایا ہوا تھا۔ اس سے جان چھڑانے کے لئیے وہ اپنا پورا ادھیان نماز میں لگانے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب ٹھہری۔

نماز کے بعد اس نے دعا کے لئیے ہاتھ اٹھائے تو بس خالی دماغ سے کافی دیر ہتھیلیوں کو گھورنے کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اٹھ گئی۔

اس کمرے میں یہ اس کی پہلی رات تھی۔ اس نے ڈریسنگ سے ارسلان جمال کا پرفیوم اٹھایا اور ناک کے قریب لے جا کر اسے سونگھا۔ تبھی کھٹکے کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا، جہاں ارسلان جمال کوٹ کندھے پر ڈالے چلا آیا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسریش فور

آپ اتنی جلدی اٹھ گئی؟

پتا نہیں بس نیند ہی نہیں آئی۔ بس بار بار تمہارا ہی خیال آ رہا تھا۔

وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔

اس کے ہاتھ سے پرفیوم لے کر خود پر چھڑکا اور دیدم کو کلائی می سے پکڑ

کر کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آگئی۔ یہ خوشبو یہاں سے محسوس کرو دیدم جمال۔۔۔

اور وہ شرم و حیا سے سر بھی نہ اٹھا سکی۔ ارسلان جمال نے اس کے گرد اپنی بانہوں کا حصار سخت کیا۔

دیدم کو اس کی دھڑکنوں کی شور بھی سنائی دے رہا تھا۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تو ارسلان جمال نے جنبھلا کر دروازے کی سمت دیکھا اور نرمی سے اسے خود سے الگ کرتا ہوا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتی دیدم نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی زہرہ خاتون کھڑی تھی۔

وہ دیدم کو دیکھ کر مسکرائی لیکن دیدم کو محسوس ہوا جیسے وہ کچھ پریشان ہوں۔ وہ کافی دیر اس کے ساتھ بیٹھی رہی۔ دیدم کا سارا دھیان واش روم کے دروازے کی طرف تھا۔ کہ یہ نہ ہو ارسلان جمال نکل آئے اور نہ جانے اس کی ماں کیا سمجھے۔ اس کا دھیان بھٹک بھٹک کر اسی طرف جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ اس کے لئیے ناشتہ

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

بھیجنے کا کہہ کر اٹھ گئی۔ تو دیدیم نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور واش روم کے دروازے پر دستک دی، تو کھٹک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور بغیر شرٹ کے ارسلان جمال اس کے سامنے تھا۔ دیدیم رخ موڑ کر کھڑی ہو گئی۔

تو ارسلان نے مسکرا کر وارڈروب میں سے شرٹ نکال کر پہنی اور اس کے قریب آ کر سر کو دائیں بائیں حرکت دی جس سے پانی کے چھینٹے اڑ کر دیدیم کے چہرے پر پڑے۔ اس نے جھک کر اس کے گال پر اپنے لب رکھے اور ایک گہری نظر اس پر ڈالتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

دیدیم اپنے گال پر ہاتھ رکھے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔

آج رخصتی شہر کے ایک بہترین ہوٹل میں تھی۔ دس بجے کے قریب وہ زمل کے ساتھ پارلر چلی آئی۔ دو گھنٹے مسلسل ایک ہی پوزیشن میں بیٹھنے کے بعد کہیں جا کر اس کی تیاری مکمل ہوئی۔ نفیس سے کام والا گولڈن کلر کا لہنگا پہنے وہ کل سے بھی زیدہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

تبھی اس کے موبائل پر ارسلان کی کال آئی تھی۔ اس نے ریسپونڈ کی تو اس نے بتایا کہ وہ کمال صاحب اور زہرہ خاتون ہال کے لئیے نکل آئے ہیں۔۔۔ اس کی بات ابھی جاری تھی جب دیدیم کو ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی اور کال کٹ گئی۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے دوبارہ بار نمبر ڈائل کیا لیکن نمبر بند جا رہا تھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

تبھی زل نے اسے بتایا کہ ڈرائی یور آگیا ہے۔ وہ زل کی معیت میں گاڑی میں آکر بیٹھی اور پھر سے نمبر ڈائی ل کیا۔ لیکن پاور ڈ آف آرہا تھا۔

ٹھیک پندرہ منٹ کی ڈرائی یو کے بعد جب وہ ہال میں پہنچی تو سامنے ہی رابعہ تائی ی سینہ کو بی کر رہی تھی۔ دیدم کو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف لپکی اور اسے ایک ساتھ کہیں ایک تھپڑ رسید کیے ساتھ ہی نوچ نوچ کر اس کے زیورات اتارنے لگی۔ جبکہ وہ بت بنی کھڑی تھی۔ زل اس کا بچاؤ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اپنی کوشش میں وہ ناکام تھی۔ آس پاس لوگ تماشہ دیکھنے کے لئیے کھڑے تھے۔

تبھی مجمعے میں سے کسی کی آواز آئی ”یہ لڑکی تو بہت ہی منحوس ہے شوہر کے ساتھ ساتھ ماں باپ کو بھی کھا گئی۔“

دیدم کا یہ سننا تھا وہ لہرا کر دھڑام سے نیچے گری۔ جبکہ زل روتے ہوئے اس کا سر گود میں رکھے ہلکے ہلکے تھپڑ لگا رہی تھی۔ لیکن وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

اس نے رایان اور جمال صاحب سب کو آواز دینی دیں۔ لیکن وہ سب لوگ تو ہاسپٹل کی طرف نکل گئے تھے۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسر ش فور

وہ جس وقت ہوش میں آئی خود کو نرم بستر پر پایا۔ زل اس کے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ باہر سے رونے اور بین کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

وہ اٹھ کر تیزی سے باہر کی طرف بھاگی جہاں اس کے ماں باپ اور شوہر کا جنازہ رکھا تھا۔ کچھ لوگ اسے ترحم سے اور کچھ نفرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ بھاگ کر باپ کی چارپائی تک پہنچی۔ ان کا چہرہ پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔ اسے لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

ساتھ ہی نظر ماں پر پڑی تو نیم پاگل سی ماں کے چہرے کو دیکھنے لگی۔ جن کا چہرہ نیلگوں کیا ہوا تھا۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ان کا چہرہ چھوا اسے لگا ابھی ماں کا ہاتھ اس کے ہاتھ پر آکر ٹھہر جائے گا۔ لیکن آج وہ ہمیشہ کے لئی چلی گئی تھی۔ وہاں اسے دلا سے دینے والا کوئی نہیں تھا۔

اور پھر اسے اس کا خیال آیا جس کے لئی وہ ابھی بھی لال جوڑے میں ملبوس الجھی بکھری بیٹھی تھی۔ اس کے پاس پہنچ کر اس کے چہرے سے کفن ہٹانے کے لئی ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔ جب درمیان میں ہی رابعہ خاتون نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

تائی امی بس ایک بار۔۔۔۔۔ پلیز بس آخری بار اس کا چہرہ دیکھنے دے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

انہوں نے آگے بڑھ کر اسے دھکادے کر پیچھے کیا۔۔۔ اور اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ وہ مرچکا ہے اب تو اس کا پیچھا چھوڑ دو۔

اور وہ مرے قدموں سے ماں اور باپ کی چارپائی کے درمیان میں زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔
زل نے وائیٹ چادر لا کر اسکے سر پر ڈال دی۔۔۔ اور اسکے پاس بیٹھ کر آنسو بہانے لگی۔
جبکہ دیدم بت بنی بس ماں اور باپ کے چہرے دیکھ رہی تھی۔

جب جنازے اٹھانے کا وقت آیا تو اس نے ماں باپ کے چہرے کا بوسہ لیا اور ایک امید سے رابعہ خاتون کی طرف دیکھا۔ لیکن بیٹے کی لاش دیکھ کر ان کے دل میں دیدم کے لئیے نفرت میں اور ہی اضافہ ہوتا تھا۔
رابعہ خاتون بیٹے کی لاش کے ساتھ لپٹ گئی۔۔۔ بہت سی عورتوں نے مل کر انہیں تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔
تبھی ان کی نظر دیدم پر پڑی جو پاگلوں کی طرح زمین پر بیٹھی آڑی ترچھی لکیریں کھینچ رہی تھی۔

وہ تیزی سے دیدم کی جانب لپکیں اور تھوڑی ہی دیر میں سب کے بچ بچاؤ کرانے کے باوجود اسے دھنک کر رکھ دیا۔ اور وہ بھی مٹی کی بت بنی مار کھاتی رہی۔ تب مریم خاتون ان کے بچ میں آئی اور زل کو دیدم کا اندر لے جانے کو کہا۔

وہ اسے سہارا دے کر اندر لے کر گئی۔۔۔ مار کھانے کی وجہ سے اس کی چال میں لنگڑاہٹ تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

زل نے اسے روتے ہوئے بیڈ پر بٹھایا اور ساتھ رابعہ بیگم کو کوسنے لگی۔

تبھی وہ کھوئی می کھوئی می سی بولی، ”انہیں کیوں کچھ کہہ رہی ہو زمل وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں، انکا جوان خوبصورت بیٹا ان کے بڑھاپے کا سہارا چھین گیا۔ میری نحوست کی وجہ سے، میں۔۔۔۔ میں تو ایسی منحوس ہوں جو اپنے ماں باپ کو کھا گئی۔“ زمل کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔ اس نے وارڈوب سے ایک سادہ سا سوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا اور اسے پکڑ کر واش روم میں لے کر گئی۔

وہ چینج کر کے واپس آئی تو اسے نیند کی گولی دے کر لیٹا دیا۔ اور جب تک وہ سوتی اس کے پاس بیٹھ کر اس کا سر دباتی رہی۔

اسکی آنکھ اگلی صبح دن چڑھے کھلی۔ وہ کافی دیر آنکھیں موندے بیڈ پر پڑی رہی۔

تبھی دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو زمل ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے لئی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ہی رایان کمرے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر دیدم اٹھ کر بیٹھ گئی۔ الجھے بکھرے بال، سو بے پیوٹے رایان کے دل کو کچھ ہوا۔ یہ اس کی وہ بہن تو نہیں تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسے بانہوں کے حصار میں لے لیا۔ دیدم کی روتے روتے ہچی بندھ گئی۔ آنسو پانی کی طرح اس کے چہرے کو بھگور رہے تھے۔۔۔ رایان نے ہاتھ سے اس کے منہ پر آئے بال پیچھے کیے۔ اور اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے۔ ناشتے کی ٹرے اپنے آگے کھسکائی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

چلو جاؤ فریش ہو کر آؤ پھر دونوں بہن بھائی کی ناشتہ کرتے ہیں۔

اس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

تم میری پیاری بہن ہو۔ چلو اٹھو اگر تم نہیں کھاؤ گی تو میں بھی نہیں کھاؤں گا۔

وہ خاموشی سے اٹھ گئی۔

سوئی م کے بعد رایان نے اپنی اور اس کی سیٹ بک کروادی۔ لیکن وہ جانے سے انکاری تھی۔

نہیں بھیا میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ یہ میرے شوہر کا گھر ہے۔ میں یہی رہوں گی۔

دیکھو دیدم ضد نہ کرو تم جانتی ہو ممانی تمہیں ایک پل بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ تم بے جاضد نہ کرو۔ زمل غصے سے بول رہی تھی۔

زمل میں ان کی خدمت کروں گی۔ میں ان کے دل میں اپنی جگہ بنالوں گی۔ میں اپنی عدت یہی پورا کرنا چاہتی ہوں۔

اور اس کے بعد بھی میں یہی رہنا چاہتی ہوں

زمل غصے سے اس کی طرف مڑی لیکن اس سے پہلے ہی رایان نے اسے چپ کروادیا۔

اوکے! تمہارا جب تک دل کرتا ہے تم رہو۔ لیکن جب تمہارا آنے کا دل چاہے بس مجھے ایک کال کر لینا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور نظریں جھکا لیں۔

اور پھر وہ لوگ چلے گئے۔ جمال تایا کا اس کے ساتھ رویہ بہت آچھا تھا۔ وہ اس کے نہ جانے کا سن کر بہت خوش ہوئے تھے۔

رابعہ تائی اسے ایک آنکھ بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ ان کے سامنے کم ہی آتی تھی۔

اس نے ہنسنا بولنا چھوڑ ہی دیا تھا۔ گھر کے زیادہ تر کام اس نے اپنے ذمہ لے لے گئے تھے۔

ماں، بابا آکر دیکھیں آپ کی بیٹی نے سب کچھ کرنا سیکھ لیا ہے۔ لیکن یہ سب دیکھنے کے لئے آپ نہیں ہیں۔

وہ ارسلان کے کمرے میں ہی شفٹ ہوگئی تھی۔ وہ آج بھی اس کا پرفیوم اٹھا کر اس کی خوشبو کر محسوس کرتی تھی۔

وقت کا نام ہے گزرنا اور گزر ہی جاتا ہے۔ لیکن دیدم کمال کے لئے وقت بس ایک جگہ پر رک گیا تھا۔

اسے اسلام آباد میں رہتے ہوئے پورا ایک سال گزر چکا تھا۔۔۔

وہ اب پہلے سے بھی زیادہ خاموش ہوگئی تھی۔ رابعہ بیگم اور دیدم کے تعلقات میں موجود برف بھی پگھلا

شروع ہوگئی تھی۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

Facebook ID: <https://web.facebook.com/mubarra1>

Instagram: <https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en>

Facebook Groups: READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN

ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

آج سامعہ چوہدری کی مہندی تھی۔ جمال صاحب اور رابعہ بیگم دونوں گئی تھے۔ دیدم ان کے بہت اصرار کے بعد بھی نہیں گئی۔

شادی والے دن جمال صاحب کی ناراضگی کی وجہ سے وہ چلی آئی۔۔ بلیک کلر کے کپڑوں پر بلیک بڑی سی چادر رکھے۔۔ اور ایک الگ تھلگ کونے میں بیٹھ گئی۔ اسے آج بھی لوگوں کی باتوں سے ڈر لگتا تھا۔ اور پھر اسے خود سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ وہ لوگوں کا سامنہ کرنے سے گبھرا کر کہیں جاتی ہی نہیں تھی۔ پھر بھی کسی نہ کسی کی نظر اس پر پڑ ہی جاتی اور ان کی باتیں اس کا دل چھلنی کر جاتی۔

اس وقت بھی اس کے قریب بیٹھی عورتوں کی باتیں سن کر وہ دلبرداشتہ ہو کر باہر کی طرف بھاگی تاکہ وہ جمال صاحب کو بتا کر گھر جاسکے۔

تیزی سے نکلتے ہوئے اس کی کسی کے ساتھ زوردار ٹکڑ ہوئی۔ وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔

جبکہ ٹکڑانے والا شخص اپنی جگہ پر منجمد ہو گیا تھا۔ ”دیدم کمال۔۔۔ اس کے منہ سے سرگوشی نما آواز نکلی تھی۔“

READERS CHOICE

اس نے اپنے قریب کھڑے اپنے دوست سے اشارے سے اس کے بارے میں پوچھا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسریش فور

کیا بتاؤں یار۔۔۔ وہ افسردگی کے ساتھ بولا۔

کیا مطلب ایسے کیوں کہہ رہے ہو زوہان سکندر بے چینی سے بولا۔

وہ یہاں اپنی دوست فاران چوہدری کی بہن کی شادی میں آیا تھا۔ فاران اور اس میں امریکہ میں دوستی ہوئی تھی۔۔۔ اور وہ اس کے بہت اصرار پر اس وقت اسلام آباد میں موجود تھا۔

فاران بولونہ کیا ہوا ہے اس لڑکی کے ساتھ۔

یار یہ ہمارے کزن کی منکوحہ تھیں۔ دونوں کی شادی والے دن ہمارا کزن اور ان کے امی ابو ایک ایکسڈنٹ میں فوت ہو گئی تھی۔۔۔ اس کے بعد بیچاری کو سب نے منحوس قرار دے دیا۔

تو یہ ابھی کہاں ہوتی ہے؟

ابھی وہیں ہماری پچھو کے گھر ہی۔

جی۔۔۔۔! اپنے شوہر کے فوت ہو جانے کے بعد بھی؟

جی۔۔۔۔

READERS CHOICE

اس کے میکے میں کوئی نہیں ہے؟

ایک بھائی ہے، اور اس نے لے جانے کی کوشش کی ہے لیکن یہ نہیں مانی۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

وہ اپنی کہہ کر چلا گیا۔ جبکہ۔ زوہان سکندر اس کے پیچھے باہر نکل آیا۔ جہاں وہ پارکنگ ایئر میں گاڑی کے گرد چکر کاٹ رہی تھی۔ بڑی سی بلیک چادر سے خود کو لپیٹے ناخن کاٹ رہی تھی۔ اس کا چہرہ آنسو سے تر تھا۔

زوہان سکندر کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔

جمال احسن اور زوہان سکندر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ زوہان سکندر نے دیدم کے بارے میں سنتے ہی یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ اب پاکستان سے واپس اکیلا نہیں جائے گا۔ اور آج شادی کے دوسرے دن ہی وہ جمال احسن کے روبرو تھا۔

اس نے لگی لپٹی لگائے بغیر ڈائی ریکٹ اپنا مدعا ان کے سامنے رکھا۔ ”میرا نام زوہان سکندر ہے۔ میں ترکی میں مقیم پاکستانی انڈسٹریلسٹ مصطفیٰ سکندر کا اکلوتا پوتا ہوں۔ میرے ماں باپ میں جب بہت چھوٹا تھا تب ہی اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ میری پرورش میرے دادا نے کی ہے۔ وہ اردو اور انگلش ملا جلا کر اپنی بات ان کے سامنے رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

آپ کی بہو دیدم کمال میری ایمپلائے رہ چکی ہیں۔ میرے دادا میرا رشتہ لے کر کمال صاحب کے پاس گئے تھے۔ اور تب دیدم ارسلان کے نکاح میں تھی۔ یہ بات ہمیں بعد میں ہی پتہ چلی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

میں آج آپ کے پاس دست سوال لے کر حاضر ہوا ہوں۔ میں آپ سے دیدم کمال کا ہاتھ مانگ رہا ہوں۔۔۔
میرے دادا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کوٹ کی پاکٹ سے موبائی ل نکالتے ہوئے کہا۔ وہ سفر نہیں کر سکتے، ورنہ وہ خود آپ کے پاس آتے۔ اس نے موبائی ل پر نمبر ڈائی ل کر کے موبائی ل جمال احسن کی طرف بڑھایا۔۔

تذبذب کے شکار جمال احسن نے موبائی ل کان سے لگایا تو دوسری طرف شفقت بھری آواز سنائی دی۔
رسمی سلام دعا کے بعد مصطفیٰ سکندر اصل بات کی طرف آئے۔ میں آپ سے دیدم بیٹی کا ہاتھ مانگتا ہوں، اپنے پوتے کے لئی۔۔۔
دیکھئی بزرگو! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن میں دیدم کا کوئی فیصلہ خود نہیں کر سکتا۔ اس کا جو بھی فیصلہ ہو گا وہ اس کا بھائی ہی کرے گا۔

آپ اس کی فکر نہ کریں میں آج اور ابھی رایان کے پاس جا رہا ہوں۔ بس آپ اپنی مرضی بتائی۔
میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا بیٹا تو اب اس دنیا میں ہے ہی نہیں، تو میں کب تک اسے یہاں رکھ سکتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں وہ اسے بھول کر زندگی میں آگے بڑھ جائے۔

پھر ٹھیک ہے میں رایان کے پاس جا کر آپ سے بات کرتا ہوں۔ اور ساہ ہی کال رکھ دی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

جمال احسن نے موبائل زوہان کی طرف بڑھایا۔ جو اس دوران بالکل خاموش بیٹھا تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

گھر سے نکلتے وقت اس نے دیدم کمال کو دیکھا تھا۔ جو سیڑھیوں پر بیٹھی ہمیشہ کی طرح بلیک چادر لپیٹے گھٹنوں میں سر دئیے بیٹھی تھی۔ وہ چاہنے کے باوجود اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا اور سر جھٹکتا اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔

جمال صاحب یہ کون تھا؟ یہ ترکی سے آیا ہے، رایان نے اسے بھیجا ہے۔ رایان اس کے ساتھ دیدم کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ انھوں نے سچ، جھوٹ ملا کر بیوی کو بتایا۔۔۔

آچھا۔۔۔! ابھی میرے بیٹے کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اور وہ اپنی بہن کی کسی اور سے شادی کروانے جا رہا ہے۔ جمال صاحب اسے بتائیے گا۔ میں اس ناگن کی شادی میرے جیتے جی نہیں ہو سکتی۔ جو بھی اس کے لئیے آئے گا میں اسے بتاؤں گا کہ یہ لڑکی منحوس ہے۔ یہ میرے بیٹے کو کھا گئی ہے۔ یہ نہ جانے اب کس کو برباد کرے گی۔ وہ ہذیبانی انداز میں چیخنے لگی۔

سیڑھیوں میں بیٹھی دیدم تیزی سے اندر کی طرف بڑھی۔ اسے دیکھ کر وہ چیل کی طرح اس تک پہنچی تھیں۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

زوہان نے گاڑی سٹارٹ کی اور نکلنے سے پہلے ایک نظر پھر دیدیم کی طرف دیکھا، جو بھاگتی ہوئی اندر کی طرف جا رہی تھی۔ زوہان بھی گاڑی سے نکلا اور اندر سے آتی چیخوں پر وہ بھی تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا ایک خاتون تیزی سے اسے مارنے کے لئے اس کی طرف بڑھ رہیں تھیں۔ زوہان پھرتی سے اس کے آگے جا کر کھڑا ہو گیا اور وہ اس کے چوڑے وجود کے پیچھے چھپ گئی۔

وہ عورت زوہان کو سامنے دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئی۔

”تم اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ یہ منحوس ہے کھا جائے گی تمہیں بھی اور تمہارے خاندان کو بھی۔“

اسے اپنے سامنے کھڑی خاتون پر ترس آیا۔ جو بیٹے کے غم میں نیم پاگل ہو گئی تھیں۔

اس نے آگے بڑھ کر انہیں بانہوں کے حصار میں لے لیا اور وہ عجیب سے احساس سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ انہیں ویسے ہی لئیے سامنے پڑے صوفوں پر بیٹھا دیا۔

اور خود پنچوں کے بل ان کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔

آپ جانتی ہیں جب ہم پیدا ہوتے ہیں نہ تو ہمارا اس دنیا سے جانے کا دن بھی لوحِ محفوظ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ زندگی شروع ہوتے ہی موت ہمارے تعاقب میں چل پڑتی ہے۔ آپ کا بیٹا بہت اچھا انسان تھا۔ اس کی زندگی اتنی ہی تھی۔ آپ کا دکھ بہت بڑا ہے، لیکن اللہ اپنے بندوں کو ان کی سب سے پیاری چیز لے کر آزماتا ہے۔ اور جو صبر کرتا

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

ہے اس کے ہاں اس کے لئی بڑا اجر ہے۔۔۔ وہ دھیمے لہجے میں انہیں سمجھا رہا تھا۔ اور اس کی باتیں ان پر کسی سحر کی طرح اثر کر رہی تھیں۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھیں۔

”تمہارا کیا نام ہے؟ وہ بولیں تو وہ پر سکون لگ رہیں تھیں۔

”زوہان سکندر۔۔۔۔۔“ !

”

”تم میرے ارسلان جیسے ہو۔“

وہ پھیکا سا مسکرا دیا اور نفی میں سر ہلایا۔

نہیں۔۔۔۔۔ وہ بہت خوش نصیب تھا۔ اس کے پاس ماں باپ تھے۔۔۔

اور دیدم کمال جیسی لڑکی اس سے محبت کرتی تھی۔

آخری بات وہ بس سوچ ہی سکا۔
READERS CHOICE

تب اسے اس کا خیال آیا جس کے لئی وہ یہاں آیا تھا۔ لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔

اس نے جمال صاحب اور رابعہ خاتون سے اجازت چاہی اور سست قدموں سے باہر نکل آیا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

نہ جانے یہاں وہ کب سے یہ سب سہتی رہی ہے اور میں۔۔۔ میں اس کے وجود سے اتنا بے خبر کیوں ہو گیا کہ ایک بار بھی اس کی کوئی ی خیر خبر بھی نہیں لی۔۔۔

اور پھر آنا فانسب کچھ طہ پا گیا۔ رایان اور زمل بھی پاکستان پہنچ آئے تھے۔

دیدم کے انکار کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی گئی۔ نکاح نامے پر دستخط کرنے کے بعد وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔

دلہن بنے وہ ارسلان کی تصویر کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کا اپنا عکس تصویر میں نمایاں تھا۔

دیکھ لو میں آج پھر دلہن بنی ہوں۔ کسی اور کہ نام کی مہندی لگائی ہے۔ میں تو صرف تمہارے نام کے سہارے زندہ رہنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ دنیا جو ہے نہ یہ اکیلی عورت کو جینے نہیں دیتی۔ میری بھی نہس سنی گئی۔ مجھے آج سولی پر لٹکا دیا گیا۔

میں لوگوں سے چھپنا چاہتی ہوں۔ ان کی نظروں کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔

تبھی کھٹکے کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ سامنے رابعہ بیگم کھڑی تھیں۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

مجھے معاف کر دو دیدم میں تو بیٹے کہ دکھ میں اس کی کہی باتیں بھی بھول گئی ی۔ مہندی کی رات کو وہ میرے کمرے میں ہی سویا تھا۔

اور اس نے مجھ سے وعدہ لیا تھا۔ کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں تمہیں کبھی مورد الزام نہ ٹھہراؤں۔ اس نے کہا تھا آپ دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھنا۔ لیکن اس کا بے جان وجود دیکھ کر میں سب بھول گئی ی۔ مجھے کچھ بھی نہیں یاد رہا۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔

انہوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ اور پھر دونوں مل کر خوب روئی یں۔۔۔ دونوں کو لگ رہا تھا وہ آج ہی ان سے جدا ہوا ہے۔

اور پھر رایان اور جمال احسن کمرے میں داخل ہوئے۔

چلیں رخصتی کا وقت ہو اچا ہوتا ہے۔ دیدم کمال نے ایک آخری نظر اس کمرے پر ڈالی۔ زل نے وائی ٹ کلر کی چادر اس کے سر پر ڈال دی اور وہ باہر کی طرف چل دی۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر جمال صاحب اور رایان کے گلے لگ کر خوب روئی ی۔ رابعہ بیگم اسے رخصت کرنے کے لئیے باہر نہیں آئی ی تھیں۔ زل نے اسے پکڑ کر گاڑی میں بٹھایا۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

بلیک کلر کے قمیض شلوار میں ملبوس زوہان سکندر سب سے مل کر ڈرائی یونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔

گاڑی میں بالکل خاموشی تھی۔ دیدم کمال نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا تھا۔ جبکہ زوہان سکندر کی بے چین نظریں بار بار اس کے سر آپے سے الجھ کر واپس آ جاتی۔ اس نے اپنا چہرہ چادر میں چھپا رکھا تھا۔ لیکن وہ خوش تھا بہت خوش وہ آج اس کی زندگی میں شامل ہو گئی تھی۔

زوہان سکندر لڑکیوں کا چارم، اس کی یونیورسٹی کی ساری لڑکیاں اس پر مرتی تھی۔۔۔ اور اس کا دل اس لڑکی پر آیا تھا جو کسی اور کی محبت میں مبتلا تھی۔ لیکن وہ پھر بھی خوش تھا۔ اسے یقین تھا کہ ایک دن وہ اسے اس سے بھی زیادہ چاہے گی۔۔۔

وہ اسے لے کر سیدھا ہوٹل آیا تھا۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر بیڈ کے کنارے پر ٹک گئی۔

زوہان سکندر اسے دیکھتا ہوا ایک سائیڈ پیڈ پر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

اس نے ایک سیگریٹ سلگایا اور فضا میں سیگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

جس نے ابھی تک سر بھی اوپر نہیں اٹھایا تھا۔ اس نے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلا اور آکر اس کے برابر بیٹھ گیا۔

اس کے بیٹھنے پر وہ کھسک کر اس سے فاصلہ بنا گئی۔ زوہان سکندر اس بات سے بے خبر نہیں تھا۔

اس کی نظریں سفید چادر سے نظر آتے اس کے مہندی سے رچے ہاتھوں پر ٹھہر گئی۔

جاؤ چینج کر کے سو جاؤ۔

اس کی بات پر اس نے سر اٹھا کر زوہان سکندر کی طرف دیکھا جس سے اس کا نقاب کھل گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ

ہی زوہان سکندر کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

وہ بہت حسین تھی لیکن دلہن بن کر اس پر بہت ہی روپ آیا تھا۔ زوہان سکندر کی نظروں نے پلٹنے سے انکار کر

دیا۔

اس کی نظروں سے گھبرا کر وہ جلدی سے اٹھی اور بیگ سے کپڑے نکالنے لگی۔ اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح

تھی۔ کپڑے نکال کر وہ تیزی سے واش روم میں گھس گئی۔

وہ واپس آئی تو سفید رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ منہ دھو کر بھی منہ پر میک اپ کے مٹے مٹے نشان تھے۔ جو

اسے اور خوبصورت دیکھا رہے تھے۔ وہ بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ جا کر لحاف تان کر لیٹ گئی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

زوہان سکندر۔۔۔! چپکے سے کمرے سے نکل آیا اور بے مقصد سڑکیں ناپنے لگا۔۔۔

ایسا حسن دیکھنے کے بعد کس کمبخت کو نیند آسکتی ہے۔ ”یہ سوچ آتے ہی اس کے لب آپ ہی آپ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

تم کیا جانو دیدم کمال۔۔۔ زوہان سکندر نے تمہیں کتنا چاہا ہے۔ جس دن اس چاہت کی آنچ تم تک پہنچ گئی نہ تم خود کو بھی بھول جاؤ گی۔۔۔

نہ جانے وہ کون سی گھڑی تھی جب رب نے تمہاری محبت میرے دل میں ڈالی اور میں سب کچھ بھول گیا۔۔۔ اپنی سوچوں میں ڈوبے اس دور کہیں مومن کی آواز آئی اور اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے قدم مسجد کی طرف بڑھا دیئے۔

نماز پڑھ کر وہ کتنی ہی دیر بے مقصد ہاتھ گود میں رکھے بیٹھا رہا۔۔۔ اور پھر وہ سجدہ ریز ہو گیا۔ اے میرے رب۔۔۔ ایک عورت کی محبت مجھے تیرے درپر لے کر آئی۔ میں تیرا گناہگار بندہ تھا۔ جس نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ چاہے وجہ جو بھی ہو لیکن میں جانتا ہوں بلاوا تمہاری طرف سے ہی آیا ہے۔

اے میرے رب۔۔۔! میرے دل میں اس کے لئے محبت جگانے والے، مجھ اسے سے نوازنے والے اس کے دل میں بھی میرے لئے محبت ڈال دے۔ اس سے آگے اس کے منہ سے الفاظ نہ نکلنے سے انکار کر دیا اور وہ آنسو سے تر چہرہ لیے وہاں سے نکل آیا۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش نور

اس کی آنکھ نماز کے وقت کھلی تھی۔ پہلے پہل تو اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کہاں ہے۔ جب حواس بحال ہوئے تو اس نے اپنی بائیں سائیڈ نظر دوڑائی تو خالی جگہ دیکھ کر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ایسا لگ رہا تھا وہاں رات کو کوئی سو یا ہی نہ ہو۔

وضو کر کے نماز پڑھ کر اس نے دعا کے لئیے ہاتھ اٹھائے تو اسے سلمان جمال کی مغفرت کے لئیے دعا کرتے کرتے اس کے آنسو اس کے گالوں پر بہنے لگے۔ بہت سارے دنوں کے بعد اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور تہیہ کر لیا تھا کہ وہ اب اسے نہیں سوچے گی۔ کیونکہ وہ اپنے جملہ حقوق کسی اور کے نام کر چکی ہے۔ اور اب وہ اس شخص کی وفادار رہنے کی کوشش کرے گی۔ تبھی دروازے سے وہ اندر داخل ہوا۔ کوٹ کندھے پر ڈالے مضمل سالگ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔۔۔

وہ وارڈ روب سے اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔ چینیج کر کے لوٹا تو بیڈ پر بیٹھ کر ایک نظر ایک طرف کھڑی دیدم پر ڈالی۔

شام پانچ بجے کی ہماری ترکی کے لئیے فلائی ٹ ہے۔۔ میں تھوڑی دیر سو ناچا ہتا ہوں۔ ظہر تک مجھے اٹھا دینا۔ تم نے ناشتہ کرنا ہے تو انٹر کام پہ آرڈر کر لو۔

زوہان کی باتوں کے جواب میں اس نے سر اثبات میں ہلایا اور سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

بھوک تو اسے محسوس ہی نہیں ہوتی تھی۔۔ وہ آواز بند کر کے نیوز لگا کر بیٹھ گئی۔ اور پھر ٹی وی پر نظریں جمائے
نیند کی وادی میں گم ہو گئی۔

دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو اس نے کسی کو اپنے اوپر جھکے پایا۔

وہ غائب دماغی سے اسے دیکھنے لگی۔

زوہان نے اسے کندھے سے ہلایا تو اسے یاد آیا کہ وہ تو نیوز سن رہی تھی۔ زوہان کی بات یاد کر کے وہ تیزی سے اٹھی
اور شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

زوہان شاور لے کر تیار تھا اور ڈریسنگ کے آگے کھڑا بال بن رہا تھا۔۔ دیدم آہستہ سے چلتی ہوئی اس کے قریب آ
کر رکی اور دھیمی آواز میں بولی ”اے ای ایم سوری“۔

اس کی بات پر زوہان نے رخ موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔

ڈریسنگ کے ساتھ ٹیک لگا کر ایک گہری نظر اس کے چہرے پر ڈالی۔۔۔

”مسز زوہان۔۔۔۔ آپ کو تو سوخون بھی معاف ہیں۔“ اور آپ اتنی چھوٹی سی بات کے لئیے سوری کہہ رہی
ہیں۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دیم کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا، اس کی بات پر کوئی بھولی بسری یاد اس کے دماغ کے نہہ خانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

اور تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں جانے کے لئیے تیار تھے۔

دیم نے اپنا بیگ اٹھانا چاہا تو زوہان سکندر نے موبائی ل پر بات کرتے ہوئے اس سے پہلے ہی اس کا بیگ لے کر باہر نکل گیا۔ اور دیم کمال اس کے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔

وہ ایک بار پھر سے وہیں جا رہے تھے۔ جہاں سے زوہان سکندر اور اس کا سفر شروع ہوا تھا۔

لیکن بہت کچھ بدل گیا تھا۔ شوخ و چنچل دیم کمال کی جگہ اب ایک ٹوٹی بکھری دیم کمال اس کے ساتھ جا رہی تھی۔۔۔ اور زوہان سکندر اس کے سارے دکھ سمیٹنے کے عزم کے ساتھ اس سے قدم سے قدم ملا کر چل رہا تھا۔۔

READERS CHOICE

زوہان اس وقت فرنٹ سیٹ پر براجمان تھا۔ بیک سیٹس پر مصطفیٰ سکندر اور دیم بیٹھے تھے۔۔ از میر کی مخلیف شاہراہوں سے گزرتے ہوئے دیم کوماں اور باپ کی یاد ستانے لگی۔۔ نہ جانے اس کا اور آنسوؤں کا ساتھ اتنا گہرا

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش فور

کیوں ہو گیا تھا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا کب نمکین پانی اس کی آنکھوں سے جاری ہو گیا تھا۔ سائیڈ مر رہا دیکھتے ہوئے زوہان سکندر نے ہونٹ بھیجنے لئی۔ وہ ان آنسوؤں کو چننے کا حق بھی تو نہیں رکھتا تھا۔ اس کا ہر آنسو اسے اپنے دل پر گرتا محسوس ہو رہا تھا۔

گھر پہنچ کر زوہان نے اسکی جانب اپنا موبائل بڑھایا، اس نے نا سمجھی سے موبائل ہاتھ میں لیا تو زوہان نے اسے اشارتاً بات کرنے کو کہا۔

اس نے موبائل کان سے لگایا تو دوسری جانب رایان تھا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے رنگ بکھر گئی۔ سامنے صوفے پر بیٹھے زوہان سکندر نے دل چسپی سے اسے دیکھا اور دیدم کو اپنی طرف تکتے پا کر اس نے اخبار اٹھا کر اپنے منہ کے آگے کر لیا۔

جبکہ دیدم نے اس کی نظروں کی تپیش محسوس کرتے ہوئے رخ موڑ لیا۔

رایان اور زمل نے اسے بتایا تھا کہ ایک دو دن تک وہ لوگ بھی ترکی پہنچ آئی ہیں گے۔

مصطفیٰ سکندر نے نیکسٹ سنڈے کو ان دونوں کی ولیمے کی تقریب رکھی تھی۔ جس پر بڑے پیمانے پر لوگوں کو دعوت نامے دیئے جا رہے تھے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

ایک مشہور ڈیزائی نر دیدم کا ڈریس تیار کر رہی تھی۔ اسے گھر سے کہیں بھی نہس جانا پڑا اور ہر چیز گھر بیٹھے اس تک پہنچی تھی۔ اسے بس اپنی پسند بتانی تھی۔ لیکن اسے اس سب میں کوئی ی دل چسپی نہیں تھی۔ اس کی عدم دل چسپی دیکھ کر زوہان سکندر نے سب کچھ اپنی پسند سے کیا تھا۔ زوہان سکندر کے ننھیال سے بھی سب انوائی ٹیڈ تھے۔

اسے یہاں آئے آج چوتھا دن تھا اور ان چار دنوں میں اس نے زوہان سکندر کو نہیں دیکھا تھا۔
آج زل اس سے ملنے آئی تھی۔

”بہت آچھی لگ رہی ہو۔“ زل نے اسے دیکھتے بھرپور طریقے سے سراہا تھا۔ سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے نگیںوں سے بھرے گھیرے دار فراک میں کا جل لگائے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اسی دوران زوہان سکندر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ رایان اور زل کی آمد کا سن کر اپنی ایک اہم میٹنگ چھوڑ کر آیا تھا۔ اسے دیکھ کر زل ایکسیوز کرتی باہر نکل گئی۔ اس کے باہر نکلتے ہی زوہان نے دیدم کی تیاری پر ایک گہری نظر ڈالی۔ جبکہ وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ وہ وہاں سے جانے کے لئیے ایک جھٹکے سے مڑی تھی لیکن اس سے پہلے ہی اس کی کلائی زوہان کی آہنی گرفت میں تھی۔ دیدم نے ایک نظر اس کی گرفت میں موجود اپنی کلائی پر ڈالی اور دوسری نظر زوہان سکندر پر۔ اس کے چہرے پر ناپسندیدگی اور غصہ دیکھ کر زوہان نے نرمی سے اس کی کلائی چھوڑ دی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

زوہان کے چہرے پر تکلیف کے اثرات نمایاں تھے۔ وہ اس کے پاس سے گزرتا وارڈروب سے کپڑے لے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

واش روم کے دروازے پر ایک نظر ڈال کر دیدم باہر نکل آئی جہاں رایان اور زمل مصطفی سکندر کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ آکر مصطفی سکندر کے قریب بیٹھ گئی۔ وہ ان کی بہت عزت کرتی تھی۔ اور اب تو کمال صاحب کے جانے کے بعد اسے ان سے اور زیادہ انسیت ہو گئی تھی۔۔۔

اس کے بیٹھنے پر انہوں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور رایان سے مخاطب ہوئے۔

”بیٹا میں کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں جو تم نے یہ ہیرا ہماری جھولی میں ڈال دیا۔“ اس کے آنے سے مجھے تو اپنا گھر جنت سا لگنے لگا ہے۔

رایان نے محبت سے بہن کی طرف دیکھا۔ تبھی زوہان وہاں چلا آیا۔ اور وہ دونوں بزنس کی باتیں کرنے لگے۔ ملازم نے آکر کھانا لگنے کی اطلاع دی تو وہ لوگ ڈائی ننگ روم کی طرف چل دیے۔

تینوں مرد حضرات کے چچائی پر سنبھالنے کے بعد زمل اور دیدم بھی بیٹھ گئیں۔ زمل رایان کے ساتھ جبکہ دیدم نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے زوہان کے ساتھ والی سیٹ سنبھال لی۔ زوہان نے اس کی موجودگی کو صرف محسوس کیا لیکن مڑ کر دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔ البتہ وہ جو چیز بھی خود ڈال رہا تھا اس کی پلیٹ میں بھی ڈالتا جا رہا تھا۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

کھانا بہت خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔۔۔ رات گئی زل اور رایان کے جانے کے بعد بہت تھکن کی وجہ سے زوہان کمرے میں آیا اور لیٹتے ساتھ ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

دوسری جانب مصطفیٰ سکندر اور دیدم بیٹھے زوہان کی بچپن کی تصاویر دیکھ رہے تھے۔۔۔ مصطفیٰ سکندر اسے ساتھ ساتھ زوہان کی پسند ناپسند اس کے دوستوں اس کے والدین کے بارے میں بتا رہے تھے۔۔

وہ چار سال کا تھا جب ماں اور باپ ایک ایکسیڈنٹ میں اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ باپ سے بہت قریب تھا۔ اس لئی پھر وہ روتا رہتا تھا۔ میں اکیلا ہوتا تھا۔ اس کے باپ کے بعد سارا بزنس بھی مجھے ہی سنبھالنا تھا۔ میں گھر اور کام کہ چکر میں گھن چکر بن گیا تھا۔

پھر ایک دن اس کی نانی آئی اور اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔

اس کے ننھیال میں فاطمہ سے اس کی دوستی ہے۔ فاطمہ اس کے ماموں کی بیٹی ہے۔ دونوں ایک ہی سکول، کالج اور پھر یونیورسٹی میں بھی ساتھ رہے۔

میرا خیال تھا کہ زوہان اسی سے شادی کرے گا۔

لیکن پھر تم آئی اس کی زندگی میں اور اس نے مجھے کہا۔ دادا جان آپ جائیں اب بہو لے ہی آئی ہیں۔ اور جانتی ہو جب اس نے تمہارا نام لیا تو میں بہت خوش ہوا۔ لیکن جب میں تمہارے گھر سے واپس آیا تو وہ بہت امید سے میرے

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

پاس آیا تھا اور میں نے جب اسے تمہارے نکاح کے بارے میں بتایا تو پہلے پہل تو وہ بہت غصہ ہوا۔ لیکن پھر بظاہر پر سکون ہو گیا۔ بالکل ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح۔

اور پھر اس نے وہ فیصلہ کیا جو اس نے تب بھی نہ کیا تھا۔ جب اس کے ماں باپ اسے چھوڑ کر گئی تھے۔۔۔ وہ امریکہ چلا گیا مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر۔

اور جب میں اس سے شکوہ کرتا کہ وہ مجھے اکیلا چھوڑ گیا ہے تو ہنس کر کہتا۔ دادا جان۔۔۔۔۔ شادی کر لیں۔۔۔ باتیں کرتے دونوں کو پتہ ہی نہیں چلا کہ کب فجر ہو گئی۔

اور پھر وہ نماز پڑھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

زوہان کی جس وقت آنکھ کھلی دھوپ کھڑکیوں سے چھن چھن اندر آرہی تھی۔ وہ اٹھنے لگا جب اس کی نظر اپنے سینے پر رکھے دیدم کے ہاتھ پڑی جو ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھے جبکہ سر اس کے کندھے کے قریب رکھے سو رہی تھی۔۔۔ وہ اس پل کو قید کر لینا چاہتا تھا۔ وہ واپس لیٹ گیا اور ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں پر آئے بال پیچھے کیے۔ وہ سوتے ہوئے زرا سا کسمسائی اور سر زوہان کے کندھے پر رکھ لیا۔۔۔ زوہان اپنی جگہ ساکت سا رہ گیا۔ اس کے بالوں سے اٹھتی خوشبو اسے مدہوش کر رہی تھی۔۔۔ اس نے کروٹ لی اور اس کا سر اپنے بازوؤں پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں

نرسش فور

”یہ فاطمہ ہے۔۔۔۔۔“ زوہان جوا بھی ابھی اپنی نانو کے گھر سے فاطمہ کے ساتھ لوٹا تھا اس نے لاؤنج کے آرام دہ صوفے پر بیٹھی دیدم سے اس کا تعارف کروایا۔

”فاطمہ۔۔۔ یہ دیدم ہے۔“

دیدم نے زوہان کے تعارف کروانے پر اپنے موبائی ل سے نظر اٹھا کر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا تو نظر پلٹنا بھول گئی۔ سرخ رنگ کے فراک جس پر گرین کلر کی پتیاں بنی ہوئی تھیں۔ گولڈن کلر کے سلکی بال پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ ریڈ ہائی ہیمل میں مقید اس کے دودھیا سفید پاؤں توجہ کا مرکز تھے۔ دیدم بہت فرصت سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ جبکہ فاطمہ نے ایک نظر دیدم کو دیکھنے کے بعد دوبارہ نہیں دیکھا تھا۔ وہ واپس زوہان کی طرف مڑ گئی تھی۔ جبکہ زوہان دیدم کو دیکھ رہا تھا، جو ٹکٹکی باندھے فاطمہ کو دیکھ رہی تھی۔

فاطمہ نے زوہان کو متوجہ نہ پا کر ایک تیز نظر دیدم پر ڈالی۔

جس پر وہ گڑبڑا کر واپس اپنے موبائی ل کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

زوہان لگتا ہے تمہاری وائی ف کو میرا آنا پسند نہیں آیا۔ مہمان کے آنے پر اسے بیٹھنے کا ہی پوچھ لیتے ہیں۔۔

تم کوئی ی پہلی بار تو یہاں نہیں آئی ہو، ویسے بھی میری بیوی ابھی خود بھی مہمان ہی ہے۔ ابھی تو ہمارا ولیمہ بھی نہیں ہوا۔ زوہان کو اس کی بات ناگوار گزری تھی۔ تبھی وہ دیدم کی وکالت کرتے ہوئے بولا تھا۔

”ہمم۔۔۔ تو مس دیدم اپنے بارے میں کچھ بتائیے۔ میرا مطلب ہے اپنی خوبیوں کے بارے میں بتائیے جن کی بنا پر زوہان سکندر نے آپ کو چنا ہے، اور آپ نے زوہان سکندر کو۔“

”وہ عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی لیکن دیدم کو اس کا انداز طنزیہ لگا۔“

اس نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا۔ جب کچن سے ہاتھ میں پانی کی بوتل اٹھائے زوہان ادھر چلا آیا تھا۔

فاطمہ اپنا جملہ درست کر لو۔ اس نے مجھے نہیں پسند کیا ہے۔ بلکہ صرف میں نے اسے پسند کیا ہے۔

مطلب یہ تمہیں پسند نہیں کرتی؟

”یار بیوی میری ہے تو مجھے ہی پسند کرے گی۔“

دیدم کو اس لڑکی کے سوال جواب سے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

زوہان سکندر جانتا تھا، اسے ایسے سوال اس سے نہیں پوچھنا چاہیے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

دیدم پلیز کافی بنالائی یں۔ زوہان سکندر نے اس کی اندرونی کیفیت کے پیش نظر اسے منظر سے ہٹنے کا بہانہ فراہم کیا۔ اور وہ بھی تیزی سے اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

”کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔ تم ٹھیک تو ہونہ؟“ رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا۔ جب زوہان نے اسے جگا کر پوچھ رہا تھا۔ اور وہ بھول چکی تھی کہ وہ خواب میں کیا دیکھ رہی تھی۔ وہ خالی دماغ سے زوہان کو دیکھنے لگی۔

جو چہرے پریشانی سمونے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظروں سے گھبرا کر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

زوہان نے گلاس میں پانی ڈال کر اس کی طرف بڑھایا۔

اس نے دو چار گھونٹ پی کر گلاس واپس اس کو تھما دیا۔

وہ کروٹ لے کر لیٹ گئی اور زوہان سکندر اس کی پشت کو گھورتے ہوئے خواب میں اس کے بولے گئے

الفاظ پر اذیت کا شکار ہو رہا تھا۔

وہ ارسلان۔۔۔۔۔ ارسلان پکار رہی تھی۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

کسی مرد کے لئیے اس سے زیادہ اذیت کا سامان کیا ہو گا کہ اس کی بیوی اس کے پاس ہوتے ہوئے بھی کسی دوسرے مرد کو دل میں بسائے ہوئے تھی۔۔

اس کی سوچ بدل رہی تھی۔ وہ ایک محبوب کی جگہ ایک شوہر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور وہ اس کے دماغ سے ارسلان نام کے بھوت کو کھرچ ڈالنا چاہتا تھا۔۔

وہ کل تک بہت خوش تھا۔ کیونکہ وہ اسے اپنی بانہوں میں لے کر سویا تھا اور صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو دیدم نے بغیر کوئی برا منائے نرمی سے اپنے اوپر سے اس کے بازؤں ہٹا کر اٹھ گئی تھی۔ زوہان سکندر کے لئیے اتنا بھی کافی تھا۔۔۔

اس پل نہ جانے وہ اتنا جزباتی کیوں ہو رہا تھا۔ اسے اس لمحہ دل کا حال سنانے کے لئیے کسی سامع کی اشد ضرورت تھی۔۔۔

ویسے کی تقریب میں دیدم کو سٹیج پر بٹھایا جا رہا تھا۔ ویڈیو میکر اپنے کام میں مشغول تھا۔ موو اور گرین کلر کے لہنگے پر زیوات سے لدی بہترین میک اپ کیے وہ کمال لگ رہی تھی۔۔

تھری پیس سوٹ میں ملبوس زوہان سکندر کی چھپ ہی نہ رہی تھی۔ وہ یقین کرنے میں متاثر تھا کہ یہ سچی سنوری حسن کی مورت اس کے لئیے سچی ہے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

تقدیر کے کھیلوں کو کون سمجھے۔ دیدم کمال ایک بار پہلے بھی سچی تھی۔ اپنے پورے دل سے لیکن اس کا دل اجڑ گیا تھا۔ اب اسے سجنے سنورنے سے ڈر لگتا تھا۔ اس کے دماغ میں لوگوں کی باتیں گونج رہی تھیں۔ منحوس ہے یہ شوہر کو کھاگئی ی ماں باپ کو کھاگئی ی۔ اس کی آنکھوں کے آگے رابعہ بیگم آکر کھڑی ہوگئی یں تھیں، ہاتھ بندھے مر گیا ہے میرا بیٹا اب تو اس کا پیچھا چھوڑ دو اور پھر اسے ایک دھکا دیا گیا تھا۔۔۔ اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تھا۔ اس کا سارا جسم پسینے میں نہایا ہوا تھا۔۔۔ اس نے غیر ارادی طور پر زوہان سکندر کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

مصطفیٰ سکندر سے بات کرتے زوہان سکندر نے اجنبی سے اپنے ہاتھ پر دیدم کی گرفت محسوس کی۔ وہ اسے کچھ ٹھیک نہ لگ رہی تھی۔ اس نے اس کے ہاتھ کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا اور اس کے ہاتھ کو گرفت میں لے لیا۔۔۔۔۔ شور کے باعث ہلکا سا جھک کر زوہان سکندر نے ہنستے ہوئے بولا ”قیامت لگ رہی ہو۔“ اس کی آواز کے بھاری پن پر اس پہلی بار اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔ اس نے جھک کر مزید جھکا لیا۔۔۔

زوہان سکندر کی نانی بہت ہی نفیس خاتون تھی۔ دیدم کو ان سے مل کر بہت اچھا لگا۔ کھنکھتی ہنسی، شریں لہجے، پانی کے جیسی شفاف مسکراہٹ وہ سب کے چہروں پر نظر دوڑا رہی تھی۔ ہر بندہ خوش اور مطمئن لگ رہا تھا۔ اور پھر اس نے اپنے اندر جھانکا تو ایک ڈر کہیں چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے زوہان سکندر کے ہاتھ میں مقید اپنے ہاتھ پر اک نظر ڈالی۔ وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔۔۔

هوائیں سرخ بدلتی ہیں

دیدم پوری جان سے کانپ گئی اگر اس بار پھر سے کچھ ایسا ہوا تو وہ مر جائے گی۔۔۔

ز وہان سکندر نے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں موجود اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ اس کی پریشانی سوا ہو گئی۔ اور پھر اس نے زمل کے ہمراہ اسے گر بھیج دیا۔۔۔ سب لوگ حیران تھے دلہن کہاں گئی۔ پھر ز وہان نے مصطفیٰ سکندر کو بتایا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ مہمانوں کے جانے کے بعد وہ دونوں بھی گھر لوٹ آئے۔۔۔ رایان بھی ان کے ساتھ تھا۔۔۔ گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر زمل نیچے آگئی اور انہیں بتایا کہ وہ سو رہی ہے۔۔۔

رایان اور زمل کے جانے کے بعد وہ کمرے میں آیا۔ اندر آتے ہی پہلی نظر بستر پر گئی۔ جہاں وہ گھڑی بنی سو رہی تھی۔۔۔ وہ اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔ لائیٹ آف کر کے بیڈ پر لیٹ کر دیدم کمال کی جانب کروٹ لے لی وہ نیند کی دوائی کے زیر اثر سو رہی تھی۔۔۔

زوہان سکندر نے ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے قریب کر لیا۔ آج کا اس کا روپ بار بار اس کی آنکھوں کے آگے لہرا رہا تھا۔ اور آج دور رہنا تو ناممکن تھا۔ اسے اپنے حصار میں لے کر اس نے آنکھیں موند لیں۔ اس کے بالوں سے اٹھتی خوشبو پر وہ مدہوش ہو رہا تھا۔ لیکن اس کی صحت کے پیش نظر خود پر بند باندھ کر پڑا رہا۔۔۔۔۔

دیدم کمال کے ہونٹ اس کے سینے کو چھو رہے تھے۔۔ اور زوہان سکندر کے لئیے بس اتنا ہی کافی تھا۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

وہ اتنا گہری نیند سویا کہ اسے دیدم کمال کا اپنے پاس سے اٹھ کر جانا بھی محسوس نہ ہوا۔ وہ تیار ہو کر نیچے آیا تو وہ ڈائی نگ پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔۔ زوہان اس کے برابر بیٹھا تو اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پہلی بار زوہان سکندر کو محسوس ہوا کہ وہ اس سے نظریں چرا رہی ہے۔۔۔۔ مصطفیٰ سکندر کے کہنے پر اس نے زوہان کے کپ میں چائے انڈیلی تو اس کے ہاتھوں کی کیکپا ہٹ محسوس کی۔۔۔ رائی ل بلیو پائی جامہ اور لانگ شرٹ پر اور ہم رنگ دوپٹہ سر پر جمائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

مصطفیٰ سکندر۔۔۔ ان دونوں کو اکیلا چھوڑ کر اٹھ گئی۔۔۔

زوہان سکندر نے ناشتہ ختم کر کے ایک نظر اس پر ڈالی۔

میں سمجھ سکتا ہوں دیدم! تم جتنا چاہو وقت لے لو میں انتظار کی لذت چکھنے کو تیار ہوں۔ یہ میرے حصے میں آئی چائیے۔ محبت کی آزمائش سمجھ کر۔ اسنے ہنس کر دیدم کو ہلکا کرنا چاہا اور جھک کر اس کے قدموں سے ایک پھول اٹھالیا۔۔۔۔۔ شاید انتظار کا۔۔۔۔ آزمائش کا۔۔۔۔ محبت کا۔۔۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش نورا

داناؤں کا قول ہے ”محبت محض ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کا نام نہیں، بلکہ ایک ہی سمت دیکھنے کا نام ہے۔ جہاں دیکھا بس اسے ہی دیکھا، جس سے محبت کی بس اسی سے محبت کی۔ جسے چاہا، بس اسی کو سوچا۔ راہیں بدلنے والے، شہر بدلنے والے، ملکوں ملکوں پھرنے والے محبت کی رمزوں کو سمجھ سکتے ہیں۔“

جرمن دستاویز کا قول ہے ”محبت عورت کی زندگی ہوتی ہے، اور مرد کی زندگی کا محض ایک واقعہ۔“
زل۔۔۔۔۔ ذرا میرے دشمن کو بتاؤ۔ میں دس ماہ پہلے جوڑے گئی رشتے کو توڑ رہی ہوں۔۔

چولہے کے آگے کھڑی میرا پنچوں کے بل پٹی تھی اور دیدم کے آگے ہاتھ جوڑ دئیے تھے۔

دیدم خدا کا واسطہ ہے تمہیں کچھ رحم کرو اس کے حال پر جو ایک ماہ سے ہر شام ایک امید سے اس گھر میں آتا ہے کہ شاید آج اسے معافی مل جائے۔ اور معافی بھی اس غلطی کی جو اس نے کی ہی نہیں۔۔

دیدم خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جانے کے لئے پٹی تو سامنے ہی وہ کھڑا تھا۔

”تو تم مجھے چھوڑ رہی ہو، محض اس لئے کہ میں نے اپنی کم فہمی میں تمہیں بہت بے ہودہ الفاظ سے نوازا

ہے۔ میں نے تمہاری ذات کو سب سے پہلے رکھا ہے۔۔ میں تو صرف تمہارے ذہن سے ایک ناکارہ سوچ کو نکالنا چاہتا تھا۔“

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے اور کس طرح اس کے دل سے ساری بدگمانی دھو ڈالے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

”اپنا اور میرا وقت فضول تکرار میں ضائع نہ کرو۔ ویسے بھی تم تو امریکہ جا رہے ہو نہ جا کر وہیں کسی میم سے شادی رچالینا۔

دیدم نے بہت واضح طور پر زوہان کی آنکھوں کے گوشے بھگتے دیکھے۔ اور وہ پلٹ گیا۔

وہ دیدم کی باتوں سے مایوس ہو کر گھر پہنچا تو لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

مصطفیٰ سکندر سامنے ہی فرش پر اوندھے منہ پڑے تھے۔ ان کے ناک اور منہ سے خون بھل بھل کر نکل رہا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور انہیں اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور قریبی ہسپتال لے آیا۔ اس نے رایان کو بھی اطلاع دے دی تھی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ چلی آئی حواس باختہ سی۔۔۔ آنسو اس کے چہرے کو بھگور رہے تھے۔ آتے ساتھ ہی زوہان کی طرف بڑھی۔

کیا ہوا ہے؟؟

READERS CHOICE

آپ کہاں تھے جوہ ایسے گر گئی؟ ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

ابھی تو کچھ نہیں بتایا لیکن تم حوصلہ رکھو وہ ٹھیک ہیں۔ شاید بی پی ہائی ہوئے کی وجہ سے چکر اکر گر گئی ہے۔۔۔

اور پھر ڈاکٹر نے بھی وہی کہا جو زوہان کہہ رہا تھا۔۔۔ لیکن دیدم کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔
پھر وہ لوگ سکندر مصطفیٰ کو لے کر گھر آگئے۔ اور حیران طور پر جسے وہ پچھلے ایک مہینے سے گھر آنے کی منتیں کر رہا تھا۔ وہ خاموشی سے ہاسپٹل سے گھر لوٹ آئی تھی۔۔۔

وہ زوہان سے ناراض تھی لیکن مصطفیٰ سکندر کو وہ بہت چاہتی تھی۔۔۔ اور وہ بھی اسے زوہان سے بڑھ کر چاہتے تھے۔۔۔ وہ انہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی اسی لئے چلی آئی۔۔۔

زوہان کو پچھلے ایک مہینے سے جو گھر کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ وہاں اب ہر طرف رونق ہی رونق لگ رہی تھی۔۔۔ زوہان سے اس کی ناراضگی برقرار تھی۔ لیکن وہ پھر بھی خوش تھا۔۔۔

محبت ایک معجزہ تھا جو رونما ہو چکا تھا۔ جو مردہ دلوں کو زندگی کی حرارت بخشتا تھا۔ محبت اگر ایک غیر منطقی شے ہے تو یہ دیدم کمال کو بھی ہو گئی تھی۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش نور

اس نے ایک بار پھر سے محبت کرنا کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ نادان نہیں جانتی تھی کہ یہ اس کا فیصلہ نہیں ہے یہ تو رب کا فیصلہ ہے۔ وہ جب ہم سے ہماری کوئی پیاری چیز لیتا ہے تو ہمیں اس سے بہتر سے نوازتا ہے۔ اللہ نے بھی اسے نوازا تھا۔ بے حساب بے شمار ایک ایسے شخص کو اسے سونپ کر جو اس کی قدر کرتا ہے۔۔۔۔۔ اس کی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر بھی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ جیسے اس سے زیادہ تکلیف اسے ہو رہی ہو۔۔۔۔۔

لیکن دیدم کمال کو لگتا تھا اسے خوشیاں اس نہیں ہیں۔۔ لیکن کیا ہے کہ جہاں سے محبت زیادہ ملتی ہے وہاں چھوٹی سی بھی بات اگر آپ کے برخلاف ہو وہ برداشت نہیں ہوتی۔۔ اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔۔

اس رات خوب جم کر بارش برسی تھی۔۔۔۔۔ وہ موبائل ہاتھ میں لئیے چکر پہ چکر کاٹ رہی تھی، لیکن زوہان کا کوئی پتا نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے اس کے آفس بھی کال کی لیکن وہ وہاں سے نکل چکا تھا۔۔۔ جوں جوں رات گہری ہو رہی تھی وہ اور پریشان ہو رہی تھی۔۔۔ اور آخر کار اس پریشانی نے ایک ہیجان کا روپ دھار لیا۔ وہ ایک بار پھر اپنے وہموں میں گر گئی۔۔۔۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ اس کی منحوسیت نے زوہان سکندر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔

READERS CHOICE

صبح سات بجے کے قریب اس کی گاڑی کے ہارن کی آواز سن کر وہ دوڑی چلی آئی۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش فور

زوہان کے ساتھ فاطمہ کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ پر جم گئی۔۔۔ دیدم کو دیکھ کر اس نے ایک مسکراہٹ پاس کی اور اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے ناشتہ لگانے کو کہا اور خود اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ابھی سی پکن کی طرف بڑھ گئی۔ کک کو ناشتے کی کہہ کر وہ فاطمہ کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ جو کہ ہمیشہ کی طرح اپنے موبائل میں بزی تھی۔

وہ دونوں ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تو وہ اپنے روم میں چلی آئی۔۔۔ وہ منتظر رہی کہ وہ اسے روک کر ناشتے کی آفر کرے گا۔ لیکن اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔ اور ناشتے میں مصروف ہو گیا۔۔۔

کمرے میں آکر وہ جلے پیر کی بلی بنی چکر کاٹتی رہی۔۔۔ زوہان سکندر کا نظر انداز کرنا اسے بہت بری طرح سے کھلا تھا۔۔۔ وہ آفس سے آکر اس کی جانب کھیچا چلا آتا تھا لیکن آج تو اسے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔۔۔

تبھی گاڑی کی آواز پر اس نے پردہ سر کا کر دیکھا تو وہ فاطمہ کے ساتھ چلا گیا تھا۔۔۔ دیدم کی آنکھ سے آنسو نکلے جنہیں اس نے بے دردی سے صاف کیا اور کمبل لپیٹ کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔

ساری رات جاگنے کی وجہ سے وہ جلدی ہی سو گئی۔۔۔۔۔

دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو خود کو اس کی بانہوں کے حصار میں پایا۔۔۔ نرمی سے اپنے اوپر سے اس کا بازو ہٹاتے ہوئے وہ اٹھ کر واش روم میں گھس گئی۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فوس

وہ باہر آئی تو وہ جاگ چکا تھا۔۔۔ دیدم نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے ڈریسنگ کے آگے آکر کھڑی ہوگئی اور بال بنانے لگی۔ تبھی وہ اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا اور تھوڑی اس کے کندھے پر رکھتے ہوئے اسے اپنے حصار میں لے کر آئی نے میں نظر آتے اس کے دلکش سراپے پر نظریں جمائے بولا۔۔۔۔ سوچ رہا تھا تھوڑی دیر سوؤں گا لیکن جب تم پاس سے اٹھ جاتی ہو تو نیند بھی بے رحم ہو جاتی ہے۔۔۔ بہت کوشش کے بعد بھی سونے نہیں ہوتا۔۔۔

دیدم نے اس کی پوری بات سننے کے بعد بد تمیزی سے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔۔۔ زوہان نے حیران اور تھوڑا غصے سے اسے دیکھا۔۔۔

جبکہ وہ وارڈروب کی طرف بڑھ گئی۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد روم سے بھی نکل گئی۔۔۔

کہیں دن ایسے ہی چلتا رہا وہ کمرے میں آتا تو وہ واک آؤٹ کر جاتی۔۔۔ زوہان کو بھی غصہ آگیا اور اسے منانے کی بجائے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ وہ نہیں جانتا تھا اس کا یہ عمل جلتی پر تیل کا کام کرے گا۔۔۔

اور پھر ایک دن لنچ پر فاطمہ چلی آئی اور دیدم کو خوب تاؤ آیا اور وہ اس کے جانے تک اپنے روم میں بند رہی۔ اس کے جاتے ہی وہ باہر آگئی اور مصطفیٰ سکندر کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

زوہان کو آج اس پر بہت غصہ آیا تھا۔۔۔

دوسرے دن وہ آفس سے آیا تو وہ اسے دیکھ کر روم سے جانے لگی جب وہ اس کے سامنے آگیا۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دیدم کمال تمہاری جو بھی ناراضگی ہے وہ مجھ سے ہے۔۔۔ اس گھر میں آنے والے مہمانوں کے ساتھ نہیں۔۔۔
مجھے جو لوگ پسند نہیں میں ان کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔ اپنی کہہ کر وہ جانے لگی جب زوہان نے اسے سختی سے بازو سے پکڑ کر سامنے کیا۔۔۔۔۔

تم چاہتی کیا ہو؟ فاطمہ کے ساتھ تمہیں کیا مسیٰ لہ ہے؟ تم کیوں سکون سے نہ خود رہتی ہو اور نہ مجھے رہنے دے رہی ہو۔۔۔

میں تو سکون سے ہی رہ رہی ہوں۔ اور آپ کی بے سکونی کی وجہ میں نہیں جانتی۔۔۔۔۔

ہاں آپ اپنی بے سکون کی وجہ جانتے ہوں گے۔۔۔ جس کے پاس آپکو سکون حاصل ہو وہاں چلیں جائیں۔۔۔
دوسری شادی والی لڑکیوں کی زندگیوں میں محبت کی مدت اتنی ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ صرف آٹھ ماہ میں آپ کے سر سے بھی محبت کا بھوت اتر گیا ہے نہ تو اب کوئی ی اور لے آئی ہیں۔۔۔ وہ بدگمانی کی انتہا پر تھی۔۔۔

زوہان کا دل کیا وہ کھینچ کر اسے ایک لگائے اور اس کا دماغ درست کر دے۔۔۔۔۔ تمہارے دماغ میں جو یہ فتور بھرا ہے نہ اسے اپنے دماغ سے نکال دے۔

اس نے غصے میں اسے بس ایک دھکا دیا اس میں بھی کوشش کی وہ گرے نہ اور خود کمرے سے نکل گیا۔ جبکہ دیدم کمال کی اس کا دھکا دینے سے ہی جان نکل گئی۔ اور چکر کر گری جس سے ٹیبل کا کونہ اس کے سر پر لگا۔۔۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فوس

وہ تھوڑی وہاں بیٹھی اپنی زندگی پر ماتم کرتی رہی اور پھر ایک بیگ میں اپنے کپڑے ڈال کر نکل آئی۔

گھر پہنچنے پر رایان اور زمل نے اس سے بہت پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔ لیکن وہ بالکل خاموش رہی۔ اس نے اپنے لب سی لئیے۔۔۔

اس نے زمل کو اتنا بتا دیا کہ وہ اب واپس نہیں جائے گی۔۔

اور اسی شام زوہان چلا آیا، اسے لینے کے لئیے۔ لیکن اس نے اسکے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا۔۔۔

وہ بھی۔ وقتی غصے سے وہاں سے نکل گیا۔ لیکن تین دن کے بعد وہ پھر چوکھٹ پر کھڑا تھا۔ اور پھر وہ روز ہی آ جاتا لیکن دیدم کی ناں۔۔۔۔۔ ہاں میں نہ بدل سکا۔

READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

کچھ خیالات جو پختہ ہو گئی تھیں۔ ایک عقیدت جو نظریں اٹھانے ہی نہیں دیتی تھی۔ ایک اعتماد جو کبھی ڈرتا ہی نہ تھا۔ دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑی دیدم کمال کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ وہ خود کو سمیٹتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ یہاں مزید ٹھہرنا اب مشکل امر تھا۔

اگر وہ شخص میرے لئیے سب کچھ چھوڑنے کے لئیے تیار تھا تو کیا تم۔۔۔ دیدم کمال تم۔۔۔ اس کے لئیے کچھ ان چاہے رشتے برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ اس نے تمہاری خاطر خود کو برباد کر لیا۔ ایک بیوہ کا معاشرے میں کیا مقام ہوتا ہے۔۔۔ جانتی ہو کیا۔۔۔ آج اس کا ضمیر اس کے سامنے کھڑا اسے لعنت و ملامت کر رہا تھا۔ آج اس کی زبان بند تھی اور دل بول رہا تھا۔۔۔

اس کے دماغ میں زوہان سکندر کی باتیں گونج رہیں تھیں۔۔۔
مصطفیٰ سکندر اور زوہان سکندر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔

زوہان ایسا کب تک چلے گا۔ تم لوگ کب تک دو اجنبیوں کی طرح رہو گے۔۔۔ تم دونوں کو دیکھ کر لگتا ہے ندی کے دو کنارے ہیں جو ساتھ تو چل رہے ہیں۔ لیکن مل نہیں سکتے۔۔۔

نہیں دادا جان ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔

زوہان میں دیکھ بھی رہا ہوں اور سن بھی رہا ہوں، تم مجھے جھٹلا نہیں سکتے۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

میں آپ کو کیوں جھٹلاؤں گا۔

ہمارے درمیان سب کچھ ٹھیک ہے۔۔

مصطفیٰ سکندر نے اسے خشمگین نظروں سے گھورا۔۔۔ یہ اڑی رنگت، آنکھوں کے نیچے پڑے ہلکے، یہ ملگجالیہ تمہاری اندرونی کیفیات کا غماز ہے۔۔۔۔۔ مصطفیٰ سکندر کے لئیے چائے لے کر آتی دیدم کمال کے پاؤں زمیں کے ساتھ جم گئی۔ ان کی بات پر وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کا دل چاہا کہ آگے بڑھ کر وہ بھی اس شخص کو دیکھ سکے۔۔۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اپنی پاکٹ سے سگریٹ نکال کر سلا گیا۔ وہ اس وقت اپنے حواس میں نہیں تھا، ورنہ وہ مصطفیٰ سکندر کے سامنے بیٹھ کر کبھی سموکنگ نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔ مصطفیٰ سکندر کا دل دکھ سے بھر گیا۔۔۔

اگر تم کہو تو میں اس سے بات کروں؟

“اس نے نفی میں سر ہلایا۔“ وہ شاید مجھ پہ اعتبار نہیں کرتی۔ اور۔۔۔۔۔ اور شاید وہ ابھی تک ارسلان جمال کو نہیں بھلا سکی۔۔۔ اسکی زندگی میں۔۔۔۔۔ میں کہیں نہیں ہوں۔۔۔ مجھ اس سے کوئی یلگہ بھی نہیں ہے۔ میں بھی تو اس کے علاوہ کسی کو نہیں چاہ سکا۔۔۔ محبت احساس ہی ایسا ہے، اور یہ احساس ہی ہمیں ایک دوسرے سے باندھ کر رکھتا ہے۔۔۔۔۔ جیسے میں ایک ان دیکھی ڈور میں بندھ ہوا ہوں۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

میں ایک امید کے ساتھ جی رہا ہوں کہ کبھی تو ”ہوائیں سرخ بدلیں گی“ اور اسے زوہان سکندر سے محبت ہو گی۔ میں اس دن کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ باہر نکلا تو ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے ہی وہ کھڑی تھی۔۔۔ پتھرائی آنکھوں کے ساتھ اڑی رنگت لئی۔

وہ ایک پل کے لئی اس کے پاس رکا، کچھ کہنے کے لئی لب واپس اور پھر ہونٹ بھیج کر اس کی سائیڈ سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

”دو دل مل رہے ہیں۔۔۔ مگر چپکے چپکے۔۔۔“

وہ دونوں آج زوہان کی نانی کے گھر آئی ہوئے تھے۔ یہ ایک چھوٹی سی پارٹی تھی۔ جس میں زوہان اور فاطمہ کے فرینڈز بھی آئے ہوئے تھے۔

چونکہ دیدم کو زوہان کی نانی نے خود کال کر کے بلایا تھا۔ اسلئی اس کے بغیر کہہ وہ اس کے ساتھ چلی آئی۔۔۔ بلیک ساڑھی جس پہ گرین کلر کا خوبصورت کام کیا ہوا تھا، زیب تن کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ زوہان سکندر نے بلیک تھری پیس زین تن کیا ہوا تھا۔۔۔ اس وقت وہ سب کی بھرپور فرمائی ش پر گٹار سنبھالے آنکھیں موندے بہت جذب کے عالم میں سر بکھیر رہا تھا۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

ٹھیک اس کے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھی دیدم کمال ہاتھوں کے پیالے میں اپنا چہرہ گرائے ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

زوہان سکندر کی آنکھیں بند تھیں ورنہ وہ اسے خود کو اتنے جذب کے عالم میں تکتے دیکھ کر بے ہوش ہی ہو جانا تھا۔۔۔
تبھی دیدم کی نظر فاطمہ پر پڑی جو بہت پر شوق نگاہوں سے زوہان سکندر کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک الوہی چمک تھی۔۔۔ پنک اور لائیٹ پر پیل کلر کے ماڈرن ڈریس میں وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ دیدم کمال کو ایک دم سے ہی سب کچھ بے معنی سا لگنے لگا۔۔۔۔۔

تالیوں کی آواز پر اس نے رخ موڑ کر زوہان کی طرف دیکھا جو سر ہلا کر سب کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ سب سے ہوتی ہوئی اس کی نظر دیدم کمال پر آکر رک گئی، جو خاموش اور خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔
کافی دیر بیٹھنے کے بعد وہ دونوں واپسی کے لئیے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔ ان کی گاڑی روانہ ہونے سے پہلے دیدم نے فاطمہ کو زوہان کی سائیڈ پہ جھکتے دیکھا تھا۔۔۔ وہ اسے کل کسی میٹنگ کی بابت پوچھ رہی تھی۔۔۔
نہیں۔۔۔ نہیں کل کی میٹنگ کینسل کر دو۔

لیکن کیوں؟؟
READERS CHOICE

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش نور

بس ویسے ہی۔۔۔۔۔ وہ کہہ نہیں سکا کہ کل اس کی ویڈنگ اینیورسری ہے اور وہ کل کا سارا دن گھر میں ہی رہنا چاہتا ہے۔۔۔

اس نے ایک نظر دیدم پر ڈالی جس پوری دل جمعی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ابھی تھوڑا سا ہی فاصلہ طہ کیا تھا جب ہلکی ہلکی بوند باندی شروع ہو گئی۔۔۔ پتہ ہی نہ چلا اور اگلے دس منٹ میں ہلکی بوند باندی نے طوفانی بارش میں بدل گئی۔۔۔ شدید بارش کی وجہ سے ایک گھنٹہ کا سفر ساڑھے تین گھنٹے گزرنے کے بعد بھی طہ نہ ہو سکا۔ شدید بارش اور دھند کی وجہ سے راستہ سبائی کی نہ دے رہا تھا۔ وہ بہت مہارت سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔

تیز برستی بارش میں اس نے دیدم کے لب ہلتے دیکھے تھے۔ وہ اسے کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔

زوہان اس کی بات سننے کے لئیے تھوڑا سا اسکی طرف جھکا اور تبھی دوسری طرف سے آتی گاڑی کے ساتھ ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔ زوردار ٹکر سے گاڑی گھوم کر مخالف سمت میں مڑ کر اپنی جگہ پر رک گئی۔۔۔

دیدم کا سر سائیڈ مرر سے زور سے ٹکرایا اور درد کی ایک تیز لہر اس کے رگ و پے میں لوٹ گئی۔۔۔۔

گاڑی کے رکتے ہی اس نے رخ موڑ کر زوہان کی سائیڈ پر دیکھا تو اسے اپنی سانسین سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی۔۔۔ فرنٹ مرر ٹوٹنے کی وجہ سے شیشے کی کرچیاں اس کے سر پر آ گئی تھیں۔ جس سے خون کا ایک فوارہ پھوٹ کر اس کا منہ اور کپڑے بھگور رہا تھا۔۔۔ سٹیئرنگ اس کے پیٹ کے قریب پھنسا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسریش فور

دیدم نے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹنے کے لئیے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئیے تھے۔۔۔ درد سے دوہرے ہوتے ہوئے زوہان نے اس پر ایک نظر ڈالی۔۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔ اس نے رک رک کر پوچھا۔

دیدم نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

اس نے آنکھیں میچ کر زور لگا کر سٹیرنگ پر دباؤ ڈال کر اپنے پیٹ اور اس کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ بنایا۔۔۔ وہ نجانے کس تکلیف میں تھا۔ شاید اذیت کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے وہ گاڑی کے سامنے والے شیشے کے چکنا چور ہونے سے خلی ہونے والی جگہ سے باہر نکلا اور پھر ہاتھ پکڑ کر دیدم کو بھی باہر نکالا اور بے دم ہو کر نیچے بیٹھتا چلا گیا۔۔۔ دیدم اس کے پاس دو زانوں بیٹھ گئی اور اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا۔ تیز بارش ان دونوں کو بھگو رہی تھی۔۔۔۔ ٹکرانے والی گاڑی جس سپیڈ سے ٹکرائی تھی اسی سپیڈ سے آگے بڑھ گئی۔۔۔

زوہان ایک بار پھر اٹھ کر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں کا دباؤ زمین پر ڈال کر اس نے کھڑے ہونے کی کوشش کی، مگر ناکام رہا۔

زوہان نے اپنے کوٹ کی انرونی پاکٹ سے موبائل نکال کر دیدم کی طرف بڑھایا اور اسے اپنے دوست کا نام بتا کر کال کرنے کو کہا۔۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نر سرش نور

کانپتے ہاتھوں سے اس نے نمبر ڈائل کیا اور بات کرتے ہوئے اس نے زوہان سکندر کو روڈ کی سائیڈ بلاک کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے بیٹھتے اس کی گردن ایک سائیڈ پہ ڈھلکتے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ چیخیں مارتی ہوئی اس تک پہنچی اور اس کے چہرے پر ہلکے ہلکے تھپڑ مار کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

وہ سرد ہاتھوں، غیر ہوتی حالت کے ساتھ ہسپتال کے کاریڈو میں ٹھنڈے فرش پر بیٹھی بس ایک جگہ پر نظریں ٹکائے اللہ سے شکوہ کناں تھی۔۔۔۔۔

دیدم کمال میں نے اگر تم سے کچھ لیا تھا تو اس کے بدلے تمہیں اس سے بہتر سے نوازا تھا لیکن تم اپنے رب کی مصلحتوں کو نہ پہچان سکی۔۔۔ تم اس پر راضی نہ ہوئی تو اب آنسو کیوں بہا رہی ہو۔۔۔

اے میرے رب۔۔۔۔۔ یہ ندامت کے آنسو ہیں۔۔۔ یہ آنسو ناشکر اپن کرنے کے لئیے ہیں۔۔۔

”زندگی کب سے ہے اور کب تک ہے کون جانے۔ ازل سے ابد تک ازل سے پہلے اور اس کے بعد بھی۔ بہت سے آئے اور بہت سے چلے گئے۔۔۔ اور ابھی کتنوں نے آنا ہے یہ تو میرا رب ہی بخوبی ہی جانتا ہے۔۔۔“

اے میرے رب۔۔۔۔۔ اسے اسکی زندگی واپس لوٹا دے۔۔۔ میری خطا ہوں کو معاف فرما۔ تو سب سے بڑھ کر کر معاف کرنے والا ہے۔۔۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرہش فور

تبھی آئی سی یو کی لائیٹ بند ہوئی تھی اور دروازہ کھول کر ڈاکٹر باہر آیا تھا۔ اس کی آنکس بند تھی۔ اس کا ہر عضو سماعت بن گیا۔۔۔۔

مبارک ہو آپ لوگوں کو مسٹر زوہان اب خطرے سے باہر ہیں۔۔۔۔

ڈاکٹر کی بات سن کر اس نے آنکھیں کھول کر اپنے آنسو صاف کیے اور اٹھ کر ہسپتال سے باہر نکل آئی۔ مصطفیٰ سکندر نے حیرانگی سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔۔

وہ ٹیکسی لے کر گھر پہنچی۔ وضو کر کے جائے نماز پر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔۔۔۔

وہ پورے پندرہ دن ہاسپٹل میں رہا۔ وہ ہر دن اس کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن وہ نہیں آئی۔۔۔۔ کبھی کبھی اسے لگتا تھا کہ کوئی سی اسے چھپ چھپ کر دیکھتا ہے۔ لیکن وہ اسے اپنا وہم جان کر چپ ہو جاتا۔۔۔۔ مصطفیٰ سکندر کے آنے پر وہ ہر روز ایک امید سے ان کی طرف دیکھتا۔ اور وہ دروازے کی طرف دیکھ کر چپ ہو جاتے تھے۔ وہ اسے نہیں بتا سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ روز آتی ہے۔ اور صبح سے شام تک کاریڈو پر بیٹھی رہتی ہے۔۔۔۔ وہ کہتی ہے کہ اس میں اب ہمت نہیں ہے زوہان سکندر کا سامنا کرنے کی۔

ٹھیک پندرہ دن کے بعد وہ گھر لوٹ آیا۔ وہ دیدم کمال سے سخت بدگمان ہو چکا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اب اسے آزاد کر دے گا۔۔۔۔ وہ اسے زبردستی اپنے ساتھ باندھ نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔

ہوائیں سرخ بدلتی ہیں نرسر ش فور

رات گئی وہ اپنے کمرے میں آیا۔ شاور لے کر باہر نکلا۔ ڈریسنگ کے آگے کھڑے ہو کر وہ بال بنا رہا تھا۔ جب اسے اپنے پیچھے پر چھائی کی نظر آئی۔ اس سے پہلے کے وہ مڑتا اس نے اپنی پشت پر گرم سانسوں کو محسوس کیا۔۔۔ وہ دونوں بازوؤں کا حصار باندھے آنسوؤں بہا رہی تھی۔۔۔ زوہان سکندر نے آنکھیں موند لیں۔۔۔ اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھوں کو خود سے الگ کرتے ہوئے وہ اس کی طرف مڑا جو آنسوؤں بہانے کا شغل جاری رکھے ہوئے تھی۔۔۔ زوہان سکندر نے تھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔۔۔ اور آنکھوں کی پیاس بجھائی۔۔۔ دیدم کمال اس کا ہاتھ جھٹک کر خود کو اس کے سینے میں چھپا لیا۔۔۔ کمرے میں زوہان سکندر کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گھونجا۔۔۔

ہاسپٹل میں مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئی؟؟

بس احساس شرمندگی تھا۔۔

اندھیرا چھٹ چکا تھا۔ ستاروں سے سچی کہکشاں ان کی منتظر تھی۔

ختم شد
READERS CHOICE